دلِ برات تنگ شدہ
بقلم زید ذوالفقار
ناولز کلب

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

دلم برات تنگ شدہ

از

زید ذوالفقار

www.novelsclubb.com

اندروں میں تو حبس ہی بہت تھا۔ابھی صبح صبح تھی،سورج نکل آیا تھا پر رات بھر چلتی ہوا کی وجہ سے باہر اتنی گرمی نہیں تھی۔بستروں کا تنگڑ اندر چارپائی پہ رکھتے ہی فرح گھبرا کر باہر کو بھاگی تھی۔

"اللہ توبہ میرا تو ساہ ہی بند ہو گیا۔"

دوپٹے سے خود کو پنکھا جھلتے اس نے کرن سے کہا تھا جو چارپائیاں کھڑی کر رہی تھی۔

"ساون چڑھ گیا ہے تو حبس تو ہونا ہی ہے۔باہر تاپ تے اندر حبس۔"

"اللہ سوہنا اج تے مینہ پے جائے"

اماں تندور تاپنے کی تیاریوں میں تھیں۔ گرمیوں گرمیوں یہ بڑی مصیبت تھی۔ روٹیاں پکانے کے وقت کوئی لڑکی نزدیک نہیں لگتی تھی۔ اپنی بیٹیاں نا ہو، کھپتے مرتے خود ہی روٹیاں پکانا پڑتی تھیں۔ اب بھی وہ ماں کو نظرانداز کرتی، دیوار کے ساتھ بچھی اس آخری چارپائی پہ جا لیٹی تھی جہاں پہلے سے فاخرہ بیٹھی سکول کا کام کر رہی تھی۔

"توبہ موٹی، میرا ہاتھ ہلا دیا۔ ساری یہ دیکھ کتنی لمبی لائن لگ گئی۔ سارا صفحہ خراب ہو گیا"

"موٹی ہو گی تو خود۔ سانڈ"

وہ پائنتی سے پیر لٹکا کر لیٹ گئی تھی۔ فاخرہ اسے دیکھ کر طنزیہ ہنسی

"کسی سے بھی پوچھ لے، یہ گھر چھوڑ پنڈ میں کسی سے پوچھ لے۔ کون موٹی ہتھنی ہے کون نہیں، اندھے بھی بتا دیں گے"

www.novelsclubb.com

"بکواس بند کر"

وہ تپ گئی۔فاخرہ کھی کھی کرنے لگی تھی۔کرن نے رک کر ایک نظر بغور اسے دیکھا تھا۔

"کہہ تو ٹھیک رہی ہے فاخرہ۔خود کو دیکھ زرا، پیٹ بڑھتا جارہا ہے تیرا۔کتنی دفعہ کہا ہے کچھ کر لے۔"

وہ اب جھاڑو اٹھائے صحن کی صفائی کرنے کو تھی۔

"میں کیا کروں اب وزن زیادہ ہے تو"

"کم کرنے کی کوشش کر۔ورزش کر، وہ کیا ہوتی ہے بھلاہاں۔۔۔۔ڈیٹنگ کر۔ سلاد کھا۔ہزار واری اماں نے تجھے کہا ہے کہ مِٹھا کم کھایا کر۔مرد کو مارے کھٹائی تے زنانی کو مارے مٹھائی۔"

www.novelsclubb.com

وہ چُپکی لیٹی سنتی رہی۔ کرن صحن میں جھاڑو پھیرتے پھیرتے اسکی طبعیت بھی صاف کررہی تھی۔

"ابھی چار چھ مہینے میں تیرا اویاہ کرنے کو پھر رہا ہے تیرا ابا۔ اب دیکھ کیسی لگے گی لہنگا پاکے۔ کچھ خیال کر۔ اسے دیکھا ہے ناں مدثر کو، کیسا سوہنا سنکھا، کل کو تو اسکے ساتھ کھڑی چنگی تو لگے۔۔۔۔"

"اٹھ جا یار مدثر ساڑھے آٹھ ہونے والے ہیں۔ دس منٹ رہ گئے ہیں میڈم کا لیکچر نکل جائے گا"

یاسر نے اسکے منہ سے لحاف کھینچا جسے اس نے واپس سر تک تان لیا تھا۔

"منحوس روز تیری وجہ سے میری بھی کتے والی ہوتی ہے۔ اٹھ جا جلدی ورنہ میں چلا جاؤں گا پھر۔۔۔۔"

"جا دفع ہو۔۔۔۔"

اب کی بار یاسر نے اسے کہا تو وہ اونچی آواز میں بولا تھا۔

"پیدل جا مر۔ خبردار جو میری موٹر سائیکل کی طرف دیکھا بھی تو۔۔۔۔"

"ہاں چلا جاؤں گا مرتا نہیں تیری بائیک پہ میں"

کچھ دیر بعد مدثر نے کمرے سے باہر جاتے قدموں کی آواز سنی تو سر سے لحاف اتارا تھا۔ کمرے میں رات کی بچی کھچی سگریٹ کے دھوئیں کی مہک بھری ہوئی تھی۔ فرش پہ لگائے میٹرس کے دائیں طرف رکھی ٹیبل پہ اس نے ہاتھ مارا۔ بائیک کی چابی ندارد تھی۔

ایک لمبا سانس بھر کر اس نے زیر لب اسکے موٹی سی گالی دی اور بکتا جھکتا اٹھا۔ کھونٹی پہ لٹکے کپڑے اتار کر غسل خانے میں گھس گیا۔ پانچ سات منٹ بعد وہ واپس کمرے میں آیا اور شیشے کے سامنے کھڑا ہو کر بال بنانے لگا۔ نکھری سی

www.novelsclubb.com

رنگت، تیکھے سے نقوش، مغرور سی ناک، بکھرے بکھرے بال، بھوری آنکھیں اور نکلتا ہوا قد۔ جینز پہ ہاف بازوؤں کی شرٹ جو اسکا کسرتی بدن اور نمایاں کرتی تھی۔ کمرے کو لاک لگا کر وہ نیچے آیا، رکشہ پکڑا اور یونیورسٹی پہنچا۔

"کسی دن میں نے پرچہ کرا دینا ہے تجھ پہ بائیک کی چوری کا"

پہلا لیکچر آدھا اڑ چکا تھا۔ اسکی شکل دیکھ کر میم نے لعنت بھیج اور باقی لیکچر سے بھی محروم کر دیا تھا۔ دانت نکال کر خود کو دیکھتے یاسر پہ اسے طیش چڑھ گیا تھا۔

"قسم خدا کی لتر پڑیں گے ناں جب تجھے تھانے میں تو میں بھی اسے ہی دانت نکال نکال تجھے دیکھوں گا"

"تو پھر اسکی بائیک چوری لے آیا؟؟؟؟"

www.novelsclubb.com

حمدان نے کلاس سے نکلتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔یاسر نے قہقہہ لگایا اور اتنی دیر سے باہر کھڑے مدثر نے آگے بڑھ کر اسکی گردن کو کہنی میں دبوچا تھا۔غریب کی سانس اسکے ڈولوں میں اٹک کر رہ گئی۔

"بس۔۔۔بس معاف کر دے بھائی۔۔۔۔معاف۔۔۔۔۔"

"چھوڑ دے بھائی،ایویں بچارہ میرا گانا سننے سے پہلی ہی یہ دنیا چھوڑ جائے گا۔۔۔ چھوڑ دے"

"میں چاہتا ہوں میرا سانگ سب سے پہلے تم سنو مہوش"

حمدان نے دوسری طرف سے اتی اسکی آواز سنی تھی۔

"کیوں؟؟کیا وہ میرے لئیے ہے؟؟؟"

وہ ہنس پڑا تھا۔

"آف کورس"

شام جوان ہو چکی تھی۔ اپنا نارنجی آنچل کاندھے پہ ڈالے، وہ دلوں کو گدگداتی شاعری پڑھ رہی تھی۔

"میرے گیت تمہارے لیئے ہی تو ہیں۔ وہ تمہارے ہی تو ہیں، وہ سب تمہارے ہی بارے میں تو ہیں مہوش۔"

وہ منڈیر پہ ہاتھ رکھے، بظاہر زرد آسمان میں ڈوبتے سورج کو دیکھ رہا تھا مگر اس میں دکھائی دیتی اپنی مہ وش کو دیکھ رہا تھا۔

"تم ہی تو ہو، تمہاری محبت ہی تو جو میری آواز میں گھلتی ہے تو اسکی مٹھاس سے سننے والے ہوش کھونے لگتے ہیں۔ تمہارے ذکر سے ہی تو میرے قلم کو وہ شاعری کہنا آتی ہے جو سن کر دل دھڑک اٹھتے ہیں۔ سنو مہوش۔ تم اور بس تم ہی تو ہو جسکے لیئے میں ہوں، میرے گیت ہیں اور میری زندگی ہے"

دوسری طرف کچھ دیر خاموشی رہی تھی۔

"تم سننا چاہو گی؟؟؟؟تم سنو گی تو مجھے یقین ہے وہ گیت زندہ ہو جائے گا"

"وہ میرے لیئے ہے تو مجھے تو سننا ہی پڑے گا"

حمدان کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

وہ دونوں شاپنگ کے لیئے آئی ہوئی تھیں۔مہوش کا کل انٹرویو تھا اور اسکے لیئے پہننے کو کوئی ڈھنگ کا جوڑا نہیں تھا۔امی کی شدید ترلامنت کرنے کے بعد وہ دو ہزار روپے ملے تھے جو ایک اچھے لباس کی خریداری کے لیئے بہت کم تھے۔

"وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے ناں مہوش"

وہ حمدان کی کال سن کر فارغ ہوئی جب اسمانے اسے دیکھا تھا۔مہوش نے ایک گہری سانس بھری تھی۔

"شائد کرتا ہو۔یا یقیناً کرتا ہو گا"

"اب اسکا کیا مطلب ہوا؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

وہ دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگی تھیں جب اسما نے اچھنبے سے اسے دیکھا

"اسکا مطلب وہی ہے میری جان جو اس خریداری کا ہے۔"

وہ زرار کی

"چھوٹی جیب اور بڑے خواب"

"ایسے مت کہو"

"میرے کچھ کہنے یا نا کہنے سے کیا ہو گا اسما۔سچ تھوڑی نا بدل جائے گا۔یہ سچ کہ میں ایک غریب باپ کی غریب بیٹی اور ایک غریب کزن کی غریب منگیتر ہوں جسکے پاس کرنے کے لئیے بڑی بڑی باتیں ہیں مگر انہیں سچ کرنے لئیے چند چھوٹے چھوٹے نوٹ"

www.novelsclubb.com

"پیسہ ہی سب کچھ نہیں ہوتا مہوش"

اس دوکان میں مہوش کو وہ فیروزی سوٹ پسند آگیا تھا۔دوکان نے جو قیمت بتائی وہ اسکے پاس موجود رقم کا دوگنا تھی۔اس نے جتاتی نظروں سے اسما کو دیکھا

"دیکھا تم غلط تھیں۔پیسہ ہی سب کچھ ہوتا ہے"

انٹرویو کے لیئے لمبی لائن تھی۔

وہ انتارش دیکھ کر ڈگمگائی ضرور لیکن اسکا حوصلہ نہیں ٹوٹا تھا۔اسے اپنی قابلیت اور ڈگری پہ یقین تھا کہ اسکی محنت رائگاں نہیں جائے گی۔اسکا نام پکارا گیا اور اس اے سی والے ٹھنڈے ٹھار کمرے میں پہنچ کر بھی وہ اس چکنے فرش پہ چلتے لڑکھڑائی نہیں تھی جس پہ وہ آسانی سے پھسل سکتی تھی۔

"آپ کو یہ جاب کیوں چاہیئے؟؟؟؟"

اسکے تعارف کے بعد پہلا سوال یہی ہوا تھا۔سیاہ سوٹ میں،سفید شرٹ پہ ٹائی لگائے، فلموں میں دکھائے جانے والے امیروں جیساوہ انسان جو اس کمپنی کا مالک تھا۔

"مجھے اپنی فیملی کو سپورٹ کرنا ہے"

"کون کون ہے فیملی میں"

"فادر ہیں۔ڈیڑھ سال پہلے انکا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جسکی وجہ سے وہ معذور ہو چکے ہیں۔مدر ہیں جو کسی کے گھر کام کرتی ہیں۔"

"آپکی اسٹڈیز؟؟؟"

www.novelsclubb.com "ابھی جاری ہیں"

اس نے ہنکارہ بھرا تھا۔

دو چار اور سوال ہوئے اور وہ باہر آگئی تھی۔

"آپکو ہم کال کریں گے۔آنے کا شکریہ"

اس شام وہ ماں کے ساتھ کپڑے دھلوانے میں مصروف تھی جب اسکا فون بجا تھا۔

"میں ارسلان انٹرپرائزرز سے فواد الٰہی بات کر رہا ہوں۔ مس مہوش آپ کو انٹرویو میں سلیکٹ کر لیا گیا ہے"

وہ لمبی سی میز تھی جس کے ایک طرف کرسی پہ وہ موجود تھا۔آفس کے حلیئے کے برعکس، سادہ سفید کرتا شلوار میں ملبوس، فون کی سکرین پہ کسی سے ویڈیو کال پہ کاروباری باتیں کرتا، کھانا کھانے میں مصروف تھا۔

"مس مہوش سے بات ہو گئی ہے۔انہوں نے آنے جانے کے لئیے ویکنسی مانگی ہے

"

"نو پرابلم۔انہیں ٹی اے ایڈ جسٹ کروا دینا۔"

"اوکے سر"

"اسکا بائیوڈیٹا کراس چیک کر لینا"

"جی سر میں نے چیک کر لیا۔آپ بے فکر رہیں"

کال کاٹ کر اس نے آخری نوالہ لیا اور گلاس میں پانی بھرا۔ تبھی گُک اندر داخل ہوا تھا۔

"سر! اسلم آج بھی نہیں آیا ہے۔میں نے اسے کال کی تھی لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا"

ارسلان کے ماتھے پہ شکنیں پڑ گئی تھیں۔اسلم اسکا گھریلو ملازم تھا جو دن کے اوقات میں گھر کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

"یہ عجب ڈرامہ شروع کیا ہوا ہے اس آدمی نے۔ہفتے میں چار چار چھٹیاں۔میں کرتا ہوں اسکا بھی حل۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ اپنے کمرے میں آیا اور کچھ سوچ کر بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے وہ کارڈ نکالا تھا۔ وہ ایک سروس کمپنی کا کارڈ تھا جو گھریلو ملازمین فراہم کرتے تھے۔

"مجھے صرف ایک چیز کی گارنٹی چاہیئے۔ ملازم ایماندار ہو۔ دغا بازی اور کام چوری مجھے بالکل پسند نہیں ہے۔ میں اچھا پیکج دوں گا مگر بدلے میں مجھے بھی بہترین سروسز چاہیئے ہیں"

کال کاٹ کر اس نے موبائل ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھا اور آئینے میں خود کو دیکھتا برش کرنے لگا۔ بال بنا کر، خود پہ کلون سپرے کر کے وہ واک کے لیئے نکل آیا تھا۔

"ایسا بھی کیا جو دونوں صبح سے میرے پیچھے پڑی ہوئی ہیں۔"

فرح نے سارا وقت بھابھی اور بہن کی باتوں کو لاپروائی سے سن کر ان سنا کر دیا تھا مگر اب جب رات کو سونے کے لیئے لیٹنے لگی اور چارپائی نے زور سے چُوں کر کے

دہائی دی تو وہ ٹھٹھک گئی۔بستر سے لینے اندر آئی تو لائٹ جلا کر بھابھی کے ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو کر خود کو تنقیدی نظروں سے دیکھا۔

"اب بندہ صحت مند بھی نا ہو؟؟؟؟"

اس نے شیشے میں نظر آتے وجود کو دیکھ کر سوچا تھا۔

"کیا کمی ہے مجھ میں ؟؟؟کرن بھابھی تو سڑتی ہے میرے سے۔اپنا خود کا رنگ جو گہرا ہے تو میرے رنگ سے جلتی مجھے موٹا کہتی ہے۔ہونہہ۔"

اس نے سوچا تھا۔

"اچھی کیوں نہیں لگوں گی۔مدثر کے کندھے تک تو آتی ہوں،اب کیا کھجور وانگوں اوپر بدّلوں تک پہنچ جاؤں؟؟؟؟؟اور اسے کونسا فرق پڑتا ہے کہ میں موٹی ہوں کہ سوکھی ہوں،اس نے کبھی نہیں کہا۔وہ پیار کرتا ہے مجھ سے،میں کیوں ٹینشن لوں۔۔۔۔"

وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کمرے میں آئی اور ذہن میں کلبلاتے اندیشوں کو دکھانے کے لئیے ڈھونڈ کر وہ عید کارڈ نکالا تھا جو مدثر نے اس سال چھوٹی عید پہ بھجوایا تھا۔ لال گلابوں والا، جن کے درمیان گلابی دل بنا ہوا تھا۔

"آئی لو یو"

اتنا بڑا ابڑا تو لکھا ہوا تھا۔

"آئی لو یو ٹو میری جان"

مدثر نے میسج بھیجا جسکے ساتھ دل والے ان گنت ایموجی تھے۔ دوسری ہاتھ کی انگلیوں میں دبی سگریٹ کا کش لیکر اس نے فخریہ نظروں سے یاسر کو دیکھا

"تو کہتا تھا یہ نہیں پٹنے والی۔ لے، ایک ہفتے میں آئی لو یو کہہ دیا تیرے بھائی کو اس سعدیہ نے"

www.novelsclubb.com

یاسر نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"ناکر۔۔۔۔"

وہ پھر سے فخریہ ہنسا اور کش لیکر دھواں ہوا میں چھوڑا۔

"وہ دل بنا ہی نہیں ہے میرے بھائی جسے مدثر فیاض کا پگھلا سکے۔ میرا جادو جب چلتا ہے ناں تو پتھر بھی پگھل جاتے ہیں۔ یہ سعدیہ جیسی لڑکیاں کیا چیز ہیں۔۔۔۔"

"ہر دل نہیں پگھلتا میری جان"

"تجھے شک ہے میری صلاحیتوں پہ؟؟؟؟؟"

یاسر ہنسا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں مگر شیطان بھی تو کہیں ہارتا ہوگا ناں۔ کوئی کوئی فرشتہ بھی تو ہوتا ہے"

مدثر اسکی بات سمجھ گیا تھا۔ابھی پچھلے مہینے ہی تو اس گلی میں وہ لوگ شفٹ ہوئے تھے۔مولوی ٹائپ آدمی جو انہیں بعد میں پتہ چلا کہ مسجد میں امام بن کر آیا تھا، ساتھ میں وہ لڑکی تھی۔

"یہ بات ہے تو لگا شرط۔جتنے کی تو چاہے۔ایک ہفتہ اور وہ دل بھی میرے قدموں میں نا پگھلے تو جو سزا تو کہے گا مجھے منظور ہو گی۔۔۔۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"چل آج میں اسکا نام پتہ کر کے ہی آؤں گا۔۔۔۔۔"

یاسر نے اسے دیکھا

"تیری باری ہے آج کمرہ صاف کرنے کی۔"

وہ رکا نہیں تھا

"ابھی گندہ کہاں ہوا ہے۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

یاسر نے بغور دیکھا۔ میٹرس پہ بچھی چادر جو آدھی فرش پہ تھی۔ آڑھا ترچھا تکیہ، دوپہر کے کھانے کے برتن، کئی جلے ہوئے سگریٹ، ایک طرف میز پہ بکھری کتابیں۔

"ایسے ہے تو ایسے سہی۔۔۔۔۔"

"کنیز فاطمہ"

وہ اندر باورچی خانے میں تھی جب باپ کی پکار پہ جلدی سے سر پہ آنچل درست کرتی باہر آئی تھی۔

"دروازہ لگا لو میں مسجد جا رہا ہوں۔"

"ابھی تو عشاء میں دیر ہے ابو۔ کھانا تو کھا لیں۔ سالن تیار ہے، میں بس روٹی ڈالنے والی تھی۔۔۔۔"

"وہ دراصل مسجد میں کچھ اہل محلہ نے میٹنگ رکھی ہے نماز سے پہلے،اسی لئیے جلدی جارہاہوں"

وہ دروازے تک آئی۔ابو نکل گئے تو اس نے کنڈی لگائی اور واپس باورچی خانے میں آگئی۔ابھی بمشکل دو تین منٹ گزرے تھے جب بیرونی دروازے پہ دستک ہوئی تھی۔

"ابو آبھی گئے؟؟؟؟"

اس نے حیرانی سے سوچا تھا۔

"کون؟؟؟؟"

www.novelsclubb.com

بند دروازے پہ پہنچ کر اس نے پوچھا تھا۔

"مولوی صاحب کو بھیج دیں کچھ کام تھا"

مردانہ آواز میں سوال ہوا تھا۔

"ابو تو مسجد گئے ہیں"

"اچھا۔کب تک واپس آئیں گے؟؟؟؟"

کنیز کو غصہ چڑھا۔عجب بیوقوف آدمی ہے۔

"ظاہر ہے نماز پڑھا کر آئیں گے"

"چلیں میں پھر بعد میں آجاؤں گا"

(تو مسجد چلا جا اللہ کے بندے۔اس بہانے نماز بھی پڑھ لینا)

اس نے صرف سوچا مگر کہا نہیں تھا۔

---

www.novelsclubb.com

"میری جاب ہو گئی حمدان"

اسکی آواز خوشی کے جذبات سے بھری ہوئی تھی۔دیکھنے والا تو اسکا چہرہ بھی تھا۔

لال تمتماتا ہوا۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ ماں کے ساتھ مٹھائی دینے آئی تھی۔

"پتہ ہے اتنے سارے لوگ تھے وہاں۔ان سب میں اُنہوں نے مجھے چنا۔آئی ایم سو لکی یار"

وہ مسکرایا

"ہاں یہ تو ہے۔تم بہت زیادہ خوش قسمت ہو۔بلکہ تمہاری خوش قسمتی پارس پتھر کی طرح ہے۔تمہاری ساتھ جڑنے سے بد قسمت بھی خوش قسمت بن جاتے ہیں۔"

وہ وقعی میں بہت خوش تھی۔

"امی کو میں نے کہہ دیا خالہ کہ اب بس کسی کے گھر کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔میں ہوں ناں،بس گھر رہیں اور ابو کا خیال رکھیں"

ابو آئے تو یہ خبر سن کر فوراً احمد ان کو دیکھا

"تم بھی سیکھ لو اس سے کچھ۔ ہر وقت بس گٹار گانا بجانا۔ حقیقت پسند بنو اور عملی زندگی میں شامل ہونے کی کوشش کرو"

وہ چپ رہ گیا

"سمجھایا کرو اسے مہوش۔ کیا رکھا ہے اس سب میں۔ پڑھائی کے ساتھ جتنی مغز ماری ان گیتوں پہ کرتا ہے، وہی کوئی ڈھنگ کی نوکری کر لے۔ اور کچھ نہیں تو میرے ساتھ دوکان پہ بیٹھے"

"آپ بھی کیا باتیں لیکر بیٹھ گئے"

امی نے فوراً کہا تھا۔

"ایمان جلدی چائے لے آؤ۔ بہت سست ہے بھئی یہ لڑکی۔۔۔۔"

\-----------------------------------

ارسلان معمول کے مطابق واک کے لئیے نکلا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

موسم پہلے اتنا خراب نہیں تھا مگر آہستہ آہستہ بگڑنے لگا تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا اندھی کا روپ دھارنے لگی اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا، تیز بارش شروع ہو گئی تھی۔

بارش میں بھیگتا، تیز تیز قدم اٹھاتا وہ گھر کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ یقیناً موسم کی وجہ سے لوڈشیڈنگ ہو گئی تھی کہ سٹریٹ لائٹس بھی بند ہو گئی تھیں۔ بارش زوروں پہ تھی اور وقفے وقفے سے بادل گرجتا تھا، بجلی چمکتی تھی۔

تبھی اسکے ساتھ سڑک پہ وہ موٹر سائیکل گزری اور اسکا راستہ روکا۔ اس نے چونک کر دیکھا۔

وہ دو آدمی تھے۔ منہ نقاب سے چھپائے۔۔۔ان میں سے ایک نے اسکی طرف پستول کی تھی۔

"میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے"

"جھوٹ مت بول۔۔۔۔ جلدی فون اور والٹ نکال"

www.novelsclubb.com

"میرے پاس کچھ نہیں ہے"

وہ سچ کہہ رہا تھا۔واک کے لئیے آتے ہوئے وہ فون اور والٹ ساتھ نہیں لایا تھا۔

"اسکی تلاشی لے"

وہ جھنجھلایا اور اسکی کنپٹی پہ پستول رکھی۔

"سیدھی طرح والٹ نکال ورنہ یہیں بھیجے میں گولی مار دوں گا(گالی)"

بارش زوروں پہ تھی۔اب کہ بجلی چمکی تو ارسلان نے دیکھا سڑک سنسان تھی۔ بارش اور موسم کی وجہ سے زیادہ ٹریفک بھی نہیں تھی۔رہائشی علاقہ ہونے کی وجہ سے ویسے بھی رات کو اِکا دکا لوگ ہی باہر ملتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"جلدی کر۔۔۔"

"میرے پاس کچھ نہیں ہے بتا تو چکا ہوں"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جواباً اس آدمی نے پستول کا بٹ اسکی کنپٹی پہ مارا تھا۔اسکا سر درد کی شدت سے سنسنا اٹھا۔اس سے پہلے وہ سنبھلتا،اس نقاب پوش نے اسکی ناک پہ مکا مارا اور دھکا دیا۔وہ لڑکھڑایا جب دوسرے آدمی نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور اسے ٹکر مار کر بائیک آگے دوڑا لے گئے۔وہ سڑک پہ گر چکا تھا۔سر کی چوٹ کی وجہ سے اسے چکر آرہا تھا اور ناک سے بہتا خون گردن تک پہنچ چکا تھا۔ تبھی اس نے دوڑتے قدموں کی آواز سنی تھی۔بند ہوتی آنکھیں بمشکل کھول کر اس نے آنیوالے انسان کو دیکھنا چاہا۔

"تم ٹھیک ہو؟؟؟؟؟؟"

نسوانی آواز میں پوچھا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

سر پہ چوٹ لگنے کی وجہ سے اسے چکر آرہے تھے۔اسکا دماغ گول گول گھوم رہا تھا۔

اس لڑکی نے ہی اسے سہارا دیکر اٹھایا تھا۔

"گھر کہاں ہے تمہارا؟؟؟؟"

"یہیں نزدیک ہی ہے"

"اپنا فون دو، میں تمہارے گھر رابطہ کرتی ہوں"

اس نے ہولے سے نفی میں سر ہلا دیا۔

"نہیں ہے"

"والٹ کہاں ہے؟اس میں شناختی کارڈ ہو گا"

ارسلان کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ نقاہت کے مارے وہ چکرا کر رہ گیا۔

کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا تو اس نے خود کو ہسپتال میں پایا تھا۔ وہ بینچ پہ بیٹھا تھا اور پیچھے دیوار سے ٹیک لگی ہوئی تھی۔ اس نے بند ہوتی آنکھوں کو پوری طرح کھول کر دیکھا۔ وہ لڑکی دور ریسپشن پہ کھڑی تھی۔ اتنی دور سے اسے اسکی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی لیکن غصے بھری آوازیں ضرور سنائی دے رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"انسانیت ہی نہیں بچی لوگوں میں۔ گنوار کہیں کے۔ارے تم علاج تو شروع کرو، داخلہ تو بناؤ۔پیسے دے کر ہی جائیں گے۔اتنی بھی کیا بے اعتباری ہے۔مجھے زخمی حالت میں ملا تھا یہ آدمی سڑک کے پاس۔میں انسانیت کے ناطے ہسپتال تک لے آئی،اب تم بھی کچھ خدا کا خوف کرو۔۔۔۔۔۔"

وہ ہاتھ نچاتے ریسیپشنٹ سے کہہ رہی تھی۔

"میڈم جہاں اتنی انسانیت دکھائی ہے تھوڑی اور دکھالیں۔چار جزپے کریں اور ایڈمیشن بنوالیں۔ہسپتال کی پالیسی ہے کہ پہلے فیس پے کرنی ہوتی ہے"

ارسلان نے کنپٹی پہ ہاتھ رکھ کر اسے دبایا تھا۔اس نے ذہن پہ زور دیا اور اپنے ساتھ پیش آنیوالا سارا حادثہ یاد کیا۔وہ لڑکی بکتی جھکتی اسکے پاس آ بیٹھی تھی۔

"موبائل کو اپنے ساتھ قبر میں لیکر جانا چاہتے ہو کیا؟؟؟"

وہ اپنی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں سے اسے گھورتی پوچھ رہی تھی۔

"روپے پیسے سے اتنا بھی کیا پیار کرنا کہ جان جائے پر جیب سے دمڑی نا جائے۔ وہ تو میرے خیال سے اناڑی قسم کے ڈاکو تھے جو خالی لاتوں مکوں سے کام چلا کر بھاگ گئے۔ کوئی اصل ڈکیت ہوتا تو تمہاری ہٹ دھرمی دیکھ کر سیدھا کھوپڑی میں گولی مارتا"

وہ بولتی چلی گئی تھی۔ ارسلان نے اسکے گھنگریالے بالوں کی لٹ کو بارش کے پانی سے بھیگا پایا تھا۔ نجانے کیوں اسکا دل شدت سے چاہا کہ اس لٹ سے بہتے پانی کے قطروں کو اپنی ہتھیلی پہ سمیٹ لے۔ وہ غصے میں تھی، جھنجھلا رہی تھی اور اسے پتہ نہیں کیوں اسے یوں دیکھ ہنسی آ رہی تھی۔ وہ اسکی جھنجھلاہٹ سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"قسم لے لو میرے پاس فون نہیں تھا"

www.novelsclubb.com

"جھوٹ مت بولو۔ آج کے دور میں کس کے پاس موبائل نہیں ہے؟ کھانے کو روٹی ہو نا ہو جیب میں ٹچ سکرین والا فون ضرور ہوتا ہے"

"مجھے تم اعلیٰ قسم کا فقرا سمجھ لو۔ میرے پاس نا تو کھانے کو روٹی ہے اور نا ہی جیب میں ٹچ سکرین والا فون۔ انہیں مجھے دیکھ کر غلط فہمی ہو گئی ہو گی"

وہ اسے بغور دیکھتی رہی

"یا پھر شائد چوروں کا بھی سٹینڈرڈ گر گیا ہے"

"نظر بھی کمزور ہو سکتی ہے بیچاروں کی"

اس نے لمبی سانس بھر کر اپنے گھنگریالے بالوں کو کان کے پیچھے اُڑسا۔

"خیر نظر کا تو یقیناً مسئلہ نہیں ہو گا۔ تمہارے کپڑوں اور جوتوں کو دیکھ کر تمہیں کوئی بھی موٹی مرغی ہی سمجھے گا۔"

www.novelsclubb.com

ارسلان نے گہری سانس بھری۔ تو کیا وہ اسکی مدد صرف اس لیئے کر رہی تھی کہ وہ شکل صورت اور کپڑوں سے کسی اچھے گھر سے لگتا تھا۔ اسکی جگہ کوئی اور ہوتا، کوئی غریب، کوئی بیچارہ مزدور تو وہ یوں ہسپتال کی انتظامیہ سے نہیں لڑتی اور اسے وہیں

سڑک کنارے چھوڑ آتی۔پہلے بھی وہاں سڑک کے کنارے اس سے بار بار فون اور والٹ کا پوچھتی رہی تھی۔اس نے اسے آزمانے کا سوچا تھا۔اپنے چکراتے سر کو دباتے ہوئے اس نے بغور اسے دیکھا۔

"یہ کسی کا رحم ہیں۔ویسے ہی جیسے تم نے مجھ پہ رحم کیا اور یہاں تک لے آئیں۔ غریب کا کیا ہوتا ہے،بس خدا ہوتا ہے۔مزدوری کرتا ہوں اور اس سے گھر چلتا ہے۔آج کوئی کام نہیں ملا تو جیب خالی ہے۔"

وہ زرا رکا

"تم نے خوامخواہ تردد کیا جو مجھے یہاں لے آئیں۔گھر جاؤں گا،زخم صاف کر کے کپڑے کی پٹی باندھ لوں گا۔کچھ نہیں ہوتا۔تم پریشان مت ہو"

وہ خاموش بیٹھی اسے بغور دیکھتی رہی تھی۔ارسلان کا شک یقین میں بدلا تھا۔اسی لئیے وہ اسکی مدد کرنے کو تیار ہوئی تھی کہ بدلے میں کچھ بھی ماٹھ لے گی۔چور تو وہ بھی تھی بس انداز الگ تھا۔وہ اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا بیرونی دروازے کی طرف

بڑھا جب اس نے اپنے پیچھے آہٹ سنی تھی۔ وہ لڑکی ریسپشن کی طرف جا رہی تھی۔

"یہ پکڑو۔"

وہ اپنے کان میں پہنی زرا زرا سی بالیاں اتار چکی تھی۔

"سونے کی ہیں، چیک کروالو بیشک۔ تمہیں فیس کے پیسے دیکر واپس لے لوں گی۔

چلو، اب بناؤ داخلہ"

وہ اپنی جگہ جامد رہ گیا تھا۔

---

www.novelsclubb.com

باقی کا سارا وقت وہ بس خاموش رہا تھا۔

خاموش تو وہ بھی تھی۔ اسے بیڈ مل گیا، مرحم پٹی ہو گئی۔ دوائی وغیرہ، انجکشن ڈرپس۔ بارش میں بھیگے کپڑوں کے ساتھ وہ وہیں ایک طرف بینچ پہ بیٹھی تھی۔

ارسلان کن انکھیوں سے اسے ہی دیکھ رہا جب ایک بار میں ان کی نظریں چار ہوئیں۔

"تم سو جاؤ۔ میں جاگ رہی ہوں۔ کچھ چاہئیے ہو تو آواز دے لینا"

وہ کہہ کر اٹھی اور کمرے سے نکل گئی۔

وہ چت لیٹا، چھت کو گھورتا رہا۔ دل عجیب سی کیفیت میں گھرِا تھا۔ اپنے سوچ گمان پہ شرمندگی بھی تھی اور برا بھی لگ رہا تھا۔ حلئیے سے وہ کوئی عام سے گھر کی لڑکی نظر آتی تھی۔ شکل صورت بھی واجبی سی تھی۔ تو کیا اس نے یہ سوچ لیا کہ اس جیسی لڑکیاں یا اس جیسے انسان کسی کی مدد کسی نفع نقصان کے بغیر نہیں کر سکتے ؟ اسے آج بھی انسان پرکھنے نہیں آئے تھے۔

یونہی سوچوں میں گھرِے اسے نجانے کب نیند آ گئی تھی۔ اگلی صبح آنکھ کھلی تو طبیعت بہت بہتر تھی۔ سر درد بہت حد تک کم تھا۔ وہ بستر سے اترا اور باہر آیا۔ وہ کمرے کے باہر رکھے بینچ پہ بیٹھی تھی۔ سر بینچ کی پشت سے ٹکائے، آنکھیں

موندے۔وہ بہت دیر کھڑا اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ اس نے آنکھیں کھولیں اور

چونک کر اسے دیکھا

"تت۔۔۔۔تم۔۔۔۔تمہیں کچھ چاہئیے تھا؟؟؟"

ارسلان نے آہستگی سے نفی میں سر ہلایا اور ہولے سے مسکرایا تھا

"شکریہ"

چہرے پہ ہاتھ پھیر کر اس نے سر پہ ڈوپٹہ درست کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی

"اسکی ضرورت نہیں ہے"

"میں تمہارا احسان جلد اتار دوں گا۔جیسے ہی مجھے کام ملا تو میں تمہارے۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"میں نے کہا ناں اسکی ضرورت نہیں ہے"

وہ چپ رہ گیا

"اور وہ تمہاری بالیاں؟؟؟؟"

"یہ سب مت سوچو۔ تم اندر چل کر بیٹھو۔ میں کسی کو بلاتی ہوں۔ پٹی تبدیل کروا لو، پھر طبعیت ٹھیک ہوئی تو چھٹی لے لیں گے"

ارسلان نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

اسے ہسپتال سے اسی دن چھٹی مل گئی تھی۔ دوائیوں کی فہرست نرس نے اسے تھمائی تھی جسے ارسلان نے سہولت سے لے لیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ دوائی لینے کے لیئے کسی اور حد تک جائے۔ وہ ابھی تک اپنی کل والی حرکت پہ شرمندہ تھا۔ وہ جھوٹ نا بولتا تو اس بیچاری لڑکی کو اتنی مصیبت اٹھانی نا پڑتی۔

"میں تمہارے ساتھ چلوں؟؟؟ گھر تک؟؟؟"

"نہیں میں چلی جاؤں گی"

وہ دونوں ساتھ نکلے تھے۔

"اپنا خیال رکھنا۔ کم از کم ایک دو دن آرام کرنا۔ خوراک بھی، ڈاکٹر نے کہا ہے خون کی کمی ہو سکتی ہے۔"

وہ اسے ہدایات دیتی کہہ رہی تھی۔

"تمہارا گھر کہاں ہے؟؟؟"

ارسلان نے یکدم پوچھا تو وہ ایک لمحے کو چپ رہ گئی

"کیوں؟؟؟"

"ویسے ہی۔ تم میری محسن ہو۔ میں چاہوں گا کہ تمہیں میری وجہ سے جو پریشانی ہوئی، اسکا تدارک کر سکوں"

"میں نے تمہیں کل بھی کہا تھا اسکی ضرورت نہیں ہے۔ بس جانے دو"

ارسلان نے رک کر اسے بغور دیکھا۔

"زیادہ نہیں، بس ایک شکریہ ضرور کہنے آؤں گا"

www.novelsclubb.com

وہ ایک پل کو خاموش رہ گئی۔ پھر آہستگی سے اپنا ایڈریس بتایا تھا۔

"خدا حافظ"

"قاری صاحب گھر پہ ہیں؟؟؟؟"

وہ دستک پہ دروازے تک آئی تو وہی آواز سنائی دی تھی۔ ابو ابھی مسجد سے لوٹے نہیں تھے۔

"نہیں۔ آپکو بتایا تو تھا کہ وہ عشاء کے بعد آئیں گے"

"عشاء تو کب کی ہو چکی"

"مجھے کیا پتہ"

www.novelsclubb.com

تبھی اس نے باہر باپ کی آواز سنی تھی۔انہوں نے دروازہ کھولنے کو کہا تو اس نے دروازہ کھولا تھا۔دروازہ واپس بند ہونے سے پہلے اس کی نظر پڑی۔وہ لڑکا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ پہلے بھی آیا تھا ابو۔آپکا پوچھ رہا تھا"

"ہاں کام ہو گا کوئی۔"

وہ بیٹھک میں چلے گئے تو وہ باورچی خانے میں آگئی۔ابو کے لئیے کھانا گرم کرنے لگی۔بہت دیر تک بھی جب وہ اندر نہیں آئے تو اس نے بیٹھک کے دروازے پہ دستک دی تھی۔

"ابو کھانا گرم ہے۔کتنی دیر ہے ابھی؟؟؟؟"

وہ باہر آئے تو اس نے پوچھا تھا۔

"تم ایسا کرو کھانا نکالو۔میں بیٹھک میں ہی مہمان کے ساتھ کھالوں گا"

www.novelsclubb.com

کنیز فاطمہ کو کوفت ہونے لگی تھی۔ عجیب انسان ہے، کسی کے گھر جانے کا یہ کوئی وقت ہے۔ جم کے ہی بیٹھ گیا ہے گوند ناہو تو۔ بکتے جھکتے اس نے ٹرے تیار کر کے اندر بھیجی تھی۔ کوئی گھنٹے بعد امام صاحب اسے وداع کر کے اندر آئے تھے۔

"اتنی دیر لگادی ابو"

اس نے خالی برتنوں کی ٹرے پکڑی

"ہاں بس باتوں میں پتہ ہی نہیں چلا۔ بہت اچھا لڑکا ہے ماشاءاللہ۔ سمجھدار"

وہ صحن میں بچھی چارپائی پہ بیٹھ گئے۔

"دین کے مسائل سمجھنا چاہتا ہے۔ میں نے کہہ دیا ضرور۔ میں کسی کے لیئے سلامتی کا ذریعہ بن جاؤں، اس سے بہتر اور کیا ہوگا"

"کنیز فاطمہ"

یاسر نے بے یقینی سے اسے دیکھا جو فخریہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"ہاں جی۔اور خالی نام نہیں پتہ کیا،اسے دیکھا بھی دل بھر کے اور اسکے ہاتھ کا پکا کھانا بھی کھا کر آیا ہوں۔"

وہ دونوں کمرے کے آگے بنے چھوٹے سے صحن میں،منڈیر کے پاس کھڑے تھے۔مدثر نے سگریٹ کا کش لیکر دھواں فضا میں چھوڑا اور سگریٹ اسکی طرف بڑھائی

"کیا بتاؤں کتنا لذیذ تھا۔اوہ ہو۔سیٹنگ کر آیا پکے والی۔امام صاحب سے دو چار دعائیں سیکھ لوں گا،دو چار مسائل اور بدلے میں کنیز فاطمہ کا دل بھی جیت لوں گا۔"

www.novelsclubb.com

وہ زرا رکا

"اور پھر دیکھنا تیرے ساتھ کیا کرتا ہوں"

"چل اوئے۔ میں کہاں سے آگیا"

یاسر نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"یہ تو تجھے تب بتاؤں گا سالے۔ شرطیں لگاتا ہے پُٹھی سدھی میرے ساتھ۔ اب کی بار مکرنے نہیں دوں گا تجھے۔۔۔۔"

یاسر نے اس پہ لعنت بھیجی تھی جسے اس نے خوشدلی سے وصول کیا تھا۔

"پِیچھے تو کسی گاؤں سے ہے۔ادھر چوبارے پہ رہتا ہے کسی دوست کے ساتھ۔ کہتا ہے دوسرا لڑکا خراب کرتا ہے مجھے۔ نا نماز نا روزہ۔ سگرٹیں پینی تے وہی لڑکوں والی بری عادتیں۔ یہ جو ہے، مدثر، بیبا لڑکا ہے۔ چاہتا ہے ادھر پنڈ سے شہر آکر خراب نا ہو جائے۔ تبھی نماز روزہ سیکھ رہا ہے۔ ماشاءاللہ۔ اللہ جسے توفیق دے"

www.novelsclubb.com

وہ روز آنے لگا تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد گھنٹہ بھر امام صاحب کے پاس بیٹھ کر جاتا،
نماز روزے کے مسائل وغیرہ پہ بات ہوتی تھی۔

"یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔ ماشاءاللہ ذہن اچھا ہے اسکا۔ جلدی سمجھتا ہے بات کو۔
تمیز والا بچہ ہے، نیک ماں باپ کی اولاد ہے، تربیت کا اثر ہے ناں۔"

وہ اس سے اچھے ہی مرعوب ہو چکے تھے۔ کنیز فاطمہ نے دو تین بار اسے دیکھا تھا۔
اچھا خوش شکل لڑکا تھا۔ پہلے ایک دو بار اسے کالج آتے جاتے راستے میں نظر آیا تھا۔
اس نے نظرانداز کیا۔ ہو گا کوئی، اسے کیا لینا دینا۔

اس دن وہ کالج نہیں گئی تھی کہ کسی فنکشن کی وجہ سے چھٹی تھی۔ ابو کسی دوست
سے ملنے دوسرے شہر گئے ہوئے تھے جب دروازے پہ دستک ہوئی۔

"میں مدثر۔ قاری صاحب ہیں؟؟؟؟"

"نہیں۔ کام سے گئے ہیں"

"دوپہر تک آجائیں گے ناں"

"نہیں۔کہہ کر گئے ہیں رات ہو جائے گی"

"اچھا"

اس لہجے میں فوراًاداسی سی اتر آئی تھی۔

"میں گھر سے آیا تھا تو اماں نے انکے لئیے تحفہ بھیجا تھا۔وہی دینے سیدھا ادھر آگیا۔
"

"آپ کل دے دینا"

"حلوہ ہے جی۔بند ڈبہ خراب ہو جائے گا۔آپکو پتہ تو ہے کتنی گرمی ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ چپ رہی

"آپ ایسا کریں یہ رکھ لیں۔انہیں بتادینا کہ میں دے کر گیا ہوں۔میں کل مل لوں گا ان سے۔۔۔۔۔"

وہ بہت دیر ہچکچاہٹ کا شکار رہی پھر کچھ سوچ کر چہرے پہ دوپٹہ ڈالا اور دروازہ کھول دیا تھا۔

آسمان نے جو سیاہ آنچل اوڑھ رکھا تھا اس میں جا بجا چاندی جیسے تارے ٹانکے گئے تھے۔ جھلمل کرتی اس رات کے آسمان تلے، مخمل سی گھاس پہ وہ دو نفوس موجود تھے۔ دھیمے دھیمے چلتی ہوا اپنی مٹھیوں میں گٹار سے نکلتی وہ مدھر سی آواز بھرے، آسمان تک جاتی اور مٹھیاں کھول دیتی تھی۔ گٹار کے ساتھ، اسی لے سے اٹھتی چڑھتی حمدان کی آواز وہ میٹھا سا گیت گا رہی تھی۔ مہوش دائیں ہاتھ پہ چہرہ رکھے، کہنی موڑ کر گود میں رکھے، اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری آواز بہت خوبصورت ہے حمدان"

وہ سحر انگیز سی کہہ رہی تھی۔ حمدان نے جواباً موبائل نکالا اور سکرین اسکے سامنے کی۔ وہ اسکی کسی ویڈیو نے نیچے کیا گیا کوئی کمنٹ تھا

"تم گانا بند کرو ورنہ ساری دنیا تمہاری منحوس آواز سن کر بہری ہو جائے گی"

مہوش نے برا سا منہ بنایا اور اسے دیکھا

"ڈونٹ ٹیل می کہ تمہیں اس قسم کی بکواس سے کوئی فرق پڑتا ہے"

حمدان اسے ہی بغور دیکھ رہا تھا۔

"میرے بھی سینے میں ایک دل ہے مہوش جو دُکھتا بھی ہے اور ٹوٹ بھی سکتا ہے"

وہ ہولے سے مسکرائی

"کس میں ہمت ہے جو میرا گھر توڑے گا؟؟؟"

حمدان نے گٹار کی تاروں پہ انگلی ماری تھی۔ رات کا سناٹا ایک بار پھر سے چیخ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم ہی تو میری طاقت ہو مہوش۔ تم ہی تو میرا حوصلہ ہو۔ تمہارا ساتھ ہے تو میں ہر جنگ لڑ سکتا ہوں اور جیت بھی سکتا ہوں۔"

"تو یقین رکھو مہوش تمہارے ساتھ ہے۔ یہ فضول کمنٹس، یہ کم ویوز، یہ ڈسلائکس، ان سب کی پرواہ مت کرو۔ تم ٹیلنٹڈ ہو، اپنے ٹیلینٹ سے دنیا کو بتاتے رہو"

"کوئی سنے گا تو پھر ہے ناں۔ پچھلے سونگ پہ تین سو کچھ ویوز ہیں بس"

"سنیں گے۔ سب سنیں گے حمدان۔ مجھے یقین ہے۔ تمہاری محنت ضرور رنگ لائے گی"

حمدان نے دیکھا۔ جگنوؤں کا غول ہوا میں تیرتا پھر رہا تھا۔ وہ ہولے سے گنگنایا اور مہوش کو دیکھ کر مسکرا دیا تھا۔

"آیئے مس مہوش۔ ویلکم تو ارسلان انٹرپرائزرز۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اسکا جاب پہ پہلا دن تھا۔اس سے جوائننگ لینے کے لئیے ارسلان خود موجود نہیں تھا۔اسے بتایا گیا تھا کہ وہ آج آفس نہیں آئے گا

"انکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔میری ان سے بات ہو گئی تھی۔انہوں نے آپکے لئیے بیسٹ وشز بھیجی ہیں۔امید ہے آپکا ہماری کمپنی کے ساتھ بہترین ساتھ رہے گا"

اسے اسکا کیبن دکھایا گیا، آفس میں سب سے ملوایا تھا۔اچھی جگہ تھی، بہترین ادارہ تھا۔وہ خوش تھی کہ اپنے پیروں پہ کھڑے ہونے کے لئیے اور کچھ کر دکھانے کے لئیے وہ بہترین پلیٹ فارم تھا۔

"میں تمہارے لئیے خوش ہوں مہوش۔رئیلی پراوئڈ آف یو"

حمدان نے خصوصی کال کی تھی۔

"تم نے سونگ پوسٹ کر دیا؟؟؟؟؟"

www.novelsclubb.com

"نہیں۔شام کو کروں گا"

"حمدان تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آج ہی پوسٹ کرو گے۔دیکھو تمہاری محنت ضرور رنگ لائے گی"

"اچھا بابا کر دوں گا۔تم ٹینشن مت لو"

"وعدہ؟؟؟"

وہ ابھی تک بے یقین تھی۔

"ہاں۔پکا وعدہ"

---

www.novelsclubb.com

فرح نے لسی کے گلاس کو ایک طرف کیا اور اماں کو دیکھ نفی میں گردن ہلائی تھی۔

"بس اماں۔اور نہیں کھانا میں نے"

انہوں نے حیرت سے اسے دیکھا

"کیوں ؟؟؟ادھی روٹی کھائی ہے ابھی تونے۔دیکھ تیری مرضی کا تو سالن بنایا ہے میں نے"

"بس پیٹ بھر گیا میرا۔آدھی روٹی ہی کافی ہے۔اور یہ لسی بھی نا بنایا کر میرے لئیے۔میں نے نہیں پینی کل سے۔چربی بڑھتی ہے اس سے"

چھوٹی بہن نے حیرانی سے اسے دیکھا

"اوہ ہو۔یہ کیسے ہو گیا؟؟؟؟"

کرن بھی حیران تھی۔

"کیا بات ہے فرح، یہ اج سورج مغرب سے نکلا ہے کیا؟؟؟"

www.novelsclubb.com

وہ چپ رہی

"مدثر کچھ کہہ کر گیا ہے کیا تجھے؟؟؟؟ہم تو کہہ کہہ کر تھک گئے کہ کچھ وزن کم کر، ہماری تو سنی نہیں تونے، ضرور اس نے کوئی بات کی ہوگی تیرے کھانے پینے کے بارے۔ہیں ناں؟؟؟؟"

اس نے آہستگی سے نفی میں سر ہلا دیا

"مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا۔ویسے بھی میں کوئی چھوٹی کاکی تھوڑی ہوں کہ جسے اپنا اچھا برا پتہ نہیں چلے گا۔اب اتنی تو مجھے بھی سمجھ ہے کہ کیا اچھا ہے اور کیا نہیں۔"

"چنگی گل اے۔پتہ ہونا بھی چاہئیے"

وہ بھی سچی تھی۔مدثر نے اسے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔اسے آس پڑوس، پر کوئی اسے مدثر سے موازنہ کر کے موٹی کہتا، نصیحتیں کرتا، مشورے دیتا کہ کچھ وزن کم کر، پر اس نے کبھی کچھ نہیں کہا تھا۔کبھی اسکے موٹاپے پہ چوٹ کی اور نا ہی کبھی اسے وزن کم کرنے کے لئیے کہا تھا۔اسی لئیے تو وہ بے فکر تھی۔

اس دن وہ چاچی کی طرف گئی تھی۔اسے پتہ تھا مد ثر چھٹی پہ گھر آیا ہے تو دن چڑھے آموں کی ٹوکری بھر کر دینے کے بہانے چلی آئی۔اندر داخل ہوتے ہی پہلی مڈ بھیڑ اسی سے ہو گئی تھی۔

صحن میں سامنے ہی وہ ڈنڈ لگا رہا تھا۔

"اکاٹھ۔۔۔۔باٹھ۔۔۔۔تریٹھ۔۔۔۔۔"

سیاہ بنیان میں اسکی رنگت اور نکھری نکھری لگ رہی تھی۔پسینے میں بھیگا،اسے دیکھا تو سر جھٹکا اور ماتھے پہ بکھرے بالوں میں انگلیاں چلائی تھیں۔فرح نے آہستگی سے سلام کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اوہ فرح پتر آئی ہے۔ماشاءاللہ۔آجا"

چچی نے اسے دیکھا تو وہ انکی طرف بڑھ گئی۔وہ واپس کسرت کرنے لگا تھا۔

"پاگل ہی ہے منڈا میرا۔شوہدا۔ورزش کر کر کملا ہوا رہتا ہے۔وے مدثر بس کر آ جا۔پرونٹھا ٹھنڈا ہو گیا ہے"

اس نے فرح سے کچھ نہیں کہا تھا، یہ تو اسکے دل کو خود ہی لگ گئی تھی۔جب وہ اندر آیا اور آ کر اسکے پاس رکا۔ہاتھ میں پکڑا شاپر اسکی طرف بڑھایا اور کہا یہ تمہارے لئیے، تب فرح کو اپنا آپ اسکے برابر میں کھڑا اچھا نہیں لگا تھا۔وہ کسرتی جسم کا مالک، اتنا فٹ فاٹ قسم کا بندہ اور وہ خود ادرک کی طرح بے ڈھبی سی بس پھیلتی جا رہی تھی۔

"کچھ کر لے اپنے وزن کا۔تو اسکے کھڑی اچھی تو لگے۔۔۔۔۔"

کرن بھابھی کی بات تب اسکی سمجھ میں آئی تھی۔وہ بس جیلسی نہیں تھی، وہ سچی بات تھی۔کڑوی تھی تبھی تو حقیقت تھی۔

کنیز فاطمہ دھک سے رہ گئی تھی۔

مدثر کے دیئے گئے تھیلے میں سے وہ بھی نکلا تھا۔وہ کارڈ جس پہ سرخ گلابوں کے ہالے میں گلابی دل بنا ہوا تھا اور جس پہ بڑا بڑا "آئی لو یو" لکھا ہوا تھا۔

"پتہ نہیں تمہیں یہ پڑھ کر کیسا لگے گا، غصہ آئے گا، ناراض ہو گی، شائد دل کرے یہ کارڈ میرے منہ پہ مار دو لیکن میں کیا کرتا کنیز فاطمہ۔میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔میرا چھوٹا سا دل اور بس اتنی سی ہی سمجھ ہے کہ اس بچپنے کو تم تک پہنچانے کا سوچا۔میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں"

"ہائے اللہ"

اسکا دل اس زور سے دھڑکا کہ صحن میں دور لگے گلابوں کے بوٹوں نے بھی دھک دھک سنی تھی۔کارڈ اسکے ہاتھ سے منہ کے بل فرش پہ جا گرا تھا۔

"تمہیں اللہ کی قسم ہے کنیز فاطمہ میری محبت کا مذاق مت بنانا۔ تمہیں جو بھی کہنا ہو کہہ لینا، برا بھلا، گالیاں دینا، مجھے سب قبول ہو گا لیکن مجھ سے کہنا۔ مجھے تمہارے جواب کا انتظار رہے گا۔"

وہ بہت دیر بیٹھی، سینے پہ ہاتھ رکھے لمبے لمبے سانس لیتی رہی تھی۔ شام تک وہ فقرے اسکے ذہن سے چپکے، اسکی سماعتوں میں شور مچاتے رہے تھے۔

"میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں"

رات گئے ابو جی لوٹے تھے۔ اسے دیکھا تو پریشان ہو گئے۔

"کیا ہوا میری بیٹی کو۔ طبعیت تو ٹھیک ہے؟"

"وہ" جی" کہہ کر ٹال گئی۔ اب جانے اسکی دی قسم وجہ تھی کہ دل کی اونچ نیچ ہوتی دھڑکن کہ وہ لال پھولوں والا کارڈ باپ کو نہیں دکھا سکی تھی۔ اسکا لایا حلوہ بھی شام کو چھت پہ بلی کو ڈال آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ویسی لڑکی نہیں ہوں میں یاد رکھنا"

اسکا دل کانپ رہا تھا پر پھر بھی اس نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔بند دروازے کے دوسری پار وہ چوکھٹ سے لگا کھڑا تھا۔جانتا تھا وہ اسی جگہ دیوار کے اس پار، آنچل ماتھے تک ڈالے ہوئے تھے۔

"کیسی لڑکی؟؟؟؟"

"وہی جو تم سمجھتے ہو۔"

"کیسی لڑکی سمجھتا ہوں میں تمہیں"

"ویسی کہ جو تم جیسوں سے پھول پا کر آپے سے باہر ہو جاتی ہوں گی۔"

"تمہیں پھول پسند نہیں ہیں"

"تمہیں اللہ سے ڈر نہیں لگتا؟؟؟؟؟"

www.novelsclubb.com

"جسے پھول پسند ہوں وہ اللہ سے نہیں ڈرتا؟؟؟ اللہ نے پھول پسند کرنے سے منع کر رکھا ہے کیا؟؟؟؟"

وہ ایک لمحے کو چپ رہ گئی

"ابو جی گھر پہ نہیں ہیں"

وہ دھیمے سے مسکرایا

"میں بعد میں آجاؤں گا"

"نہیں۔اسکی ضرورت نہیں ہے۔"

"کیوں"

"اب نہیں آنا دوبارہ کبھی۔تم نے اللہ کی قسم دی تو میں تمہارے،اپنے اور اللہ کے درمیان ابو کو نہیں لائی۔اب میں تمہیں قسم دیتی ہوں،میرے،میری عزت اور میرے باپ کی عزت کے درمیان مت آؤ"

www.novelsclubb.com

وہ زرار کی تھی۔

"میں ویسی لڑکی نہیں ہوں، یاد رکھنا"

وہ کچھ لمحے خاموش رہا

"کیسی لڑکی؟؟؟؟"

"ویسی لڑکی جوان پھولوں کی چاہت کرتی ہے جنہیں چاہنے سے اللہ ناراض ہوتا ہے"

یہ کہہ کر وہ دروازے سے ہٹ گئی تھی۔

----

www.novelsclubb.com

ڈرائیور نے اسے بتایا کہ گلی آگے بہت تنگ ہے اس لئیے گاڑی آگے نہیں جا سکے گی۔ ارسلان نے گلاسز لگائے، سائڈ کی سیٹ پہ رکھے پھولوں کا بکے اٹھا کر گاڑی کا دروازہ کھولا

"تم باقی کا سامان لیکر آجاؤ پھر"

"جی سر"

وہ کچی بستی تھی۔کچے پکے، چھوٹے چھوٹے گھر جنہیں شائد گھر کہا بھی نہیں جا سکتا تھا۔وہاں اسے تلاشنا مشکل ہوتا اگر جو اسے اسکا نام بھول جاتا

"مجھے نزیر مستری کے گھر جانا ہے جو پچھلے سال فوت ہو گیا تھا۔"

اس نے رک کر ایک عورت سے پوچھا جو اچھنبے سے اسکا حلیہ دیکھ رہا تھا

"زینت کے گھر جانا ہے؟؟؟؟"

ارسلان نے اثبات میں سر ہلایا۔عورت کے بتائے راستے پہ چلتا وہ اس جگہ تک پہنچا تھا۔وہ چھوٹا سا مکان تھا۔کچی اینٹوں کی چنائی سے تعمیر شدہ دیوار، لکڑی کا دروازہ۔

اس نے دستک دی تو دروازہ کھلا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ وہی تھی۔اسے گمان بھی نہیں گزرا تھا کہ دروازہ کھولنے پہ وہ سامنے ملے گا۔ان آنکھوں میں سارے زمانے کا اچھنبا تیر رہا تھا۔ارسلان نے گلاسز اتارے اور دھیمے سے لہجے میں پوچھا تھا۔

"میں اندر آسکتا ہوں؟؟؟؟؟؟"

"تم مجھے خریدنے آئے ہو؟؟؟؟"

ڈرائیور نے سارا سامان لا لا کر رکھنا شروع کیا تھا۔پھل کی ٹوکری،تھیلے،دوسرا سامان۔اس چھوٹے سے کمرے کا فرش بھر چکا تھا اور گاڑی میں ابھی بھی کچھ سامان تھا۔وہ اس بالشت بھر کے برآمدے میں ایک طرف رکھی اس کرسی پہ بیٹھا تھا جب زینت نے اس سے کہا تھا۔

"تم مجھے خریدنا چاہتے ہو ناں؟؟؟"

اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور دھیمے سے مسکرایا

"نہیں۔خود کو بیچنا چاہتا ہوں"

وہ زرار کا

"میرا وہ زرا سا حصہ جو اس رات تم اپنی بالیوں کے بدلے خرید نا سکیں، وہ بھی بیچنے آگیا ہوں۔دل کا وہ تھوڑا سا حصہ جس نے اس رات تم پہ شک کیا، اب اتنا شرمندہ ہے کہ تمہارا غلام بن جانا چاہتا ہے۔میں اسکے کہنے پہ ہی آیا ہوں زینت۔وہ تم سے معافی چاہتا ہے"

وہ اسے بغور دیکھتی رہی

"غلاموں کو غلام نہیں چاہیئے ہوتے ہیں۔میری جو اوقات ہے، مجھے اچھی طرح معلوم ہے"

وہ زرار کی

"اپ کو تو اسی رات پتہ چل گیا ہو گا ناں کہ میں کون ہوں، کیا ہوں، میرا حلیہ سب کچھ کہہ رہا تھا۔ آپ میرا تماشہ بناتے رہے، بڑا مزہ آیا ہو گا یہ کر کے۔ ہے ناں ؟؟؟؟"

وہ یکلخت تم سے آپ پہ آگئی تھی۔ پتہ نہیں کیوں، لیکن یہ ہو گیا تھا۔ ارسلان نے اسے بغور دیکھا اور پھر اندر کی طرف اشارہ کر کے پوچھا

"یہ بزرگ خاتون کون ہیں ؟؟؟"

"میری والدہ ہیں۔ چار سال پہلے فالج ہوا تھا۔ نچلا دھڑ مفلوج ہے، دایاں بازو کام نہیں کرتا، زبان میں لکنت ہے اور اب تو بمشکل بات سنتی ہیں"

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اندر کی طرف بڑھا۔ وہ چھوٹا سا کمرہ جس میں ضرورت کی چند ہی چیزیں تھیں۔ وہاں جہاں وہ مانوس سی بو بسی ہوئی تھی۔ غربت کی بو۔ وہ اسے پہچان گیا تھا۔ زینت اسکے پیچھے اندر آئی اور چوکھٹ میں ہی رک گئی۔ وہ چارپائی کے

پاس دوزانو، زمین پہ اکڑوں بیٹھا تھا۔ دونوں ہاتھ اس خاتون کے مفلوج پیروں پہ رکھ کر، انہیں دیکھ رہا تھا۔

"آپکو نہیں پتہ ناں میں کون ہوں؟ ویسے ہی جیسے کچھ دن پہلے تک آپکی بیٹی کو نہیں پتہ تھا۔ نہیں پتہ تھا، پھر بھی وہ مجھے زخمی حالت میں لیکر ہسپتال پہنچی، اپنی بالیاں بیچ کر میرا علاج کروایا، ساری رات جاگی۔ کیوں؟؟؟ وہ کہتی ہے مجھے پتہ تھا کہ وہ کون ہے تو میں تو بس تماشہ دیکھ رہا تھا۔ وہ یہ سب کیوں کر رہی تھی؟؟؟؟"

وہ زرا رکا

"اسکی ضرورت نہیں ہے ارسلان۔ میں نے آپ سے اس دن بھی کہا تھا۔ مجھے اس سب کی ضرورت نہیں ہے"

ارسلان ویسے ہی بیٹھا رہا، مڑ کر زینت کو نہیں دیکھا تھا۔

"لیکن مجھے ضرورت ہے ماں جی۔ میں کل بھی ضرورت مند تھا،اور آج بھی ہوں۔"

وہ خاموش رہ گئی تھی

"آپ جاننا چاہتی ہوں گی کہ میں کون ہوں۔ میں یہ بتانے سے قاصر ہوں۔ مجھے نہیں پتہ، حقیقت میں مجھے کچھ نہیں پتہ۔ نجانے میرے ماں باپ کون تھے، میں نے کبھی انکی شکل نہیں دیکھی۔ انہوں نے تو مجھے پیدا بھی نجانے کیوں کیا۔ کیا تو یتیم خانے میں چھوڑ گئے۔ تو ماں جی، میں ہمیشہ سے کسی کے رحم کا ہی پھل ہوں۔ یہ سب جو ہے، میرا نہیں ہے، یہ میں نہیں ہوں۔ میں سر تا پا بس مقروض ہوں۔ کبھی کسی نے خریدا، کبھی کوئی میرا محسن ہوا۔ اب یہاں احسان اتارنے نہیں آیا ہوں، ایک بار پھر جھولی پھیلا کر آیا ہوں۔۔۔۔"

اس نے آہستگی سے گردن موڑ کر دروازے میں کھڑی زینت کو دیکھا اور پھر سے اسکی ماں کو

www.novelsclubb.com

"میں آپکی بیٹی مانگنے آیا ہوں۔ میں اس کو اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں"

مہوش نے اچھنبے سے اس کارڈ کو دیکھا جو ابھی ملازم اسکی میز پہ چھوڑ کر گیا تھا۔

"یہ کیا ہے؟؟؟؟"

"خود دیکھ لیں"

اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

"ارسلان صاحب یہ خود سب کو دینا چاہتے تھے لیکن ایک ضروری میٹنگ کے سلسلے میں انہیں اسلام آباد جانا پڑ گیا ہے۔ لیکن شام تک وہ واپس آجائیں گے تو رات کو ڈنر پہ لازمی آنا ہوگا"

مہوش نے وہ سرخ اور سنہری لفافہ کھولا۔ وہ خوبصورت سا شادی کا کارڈ تھا۔

"ارسلان صاحب کی شادی؟؟؟؟"

www.novelsclubb.com

اس نے خوشگوار سی حیرت سے سر اٹھایا۔

"جی"

"یوں اچانک؟؟؟؟؟"

وہ کندھے اچکا کر رہ گیا۔

اسکے جانے کے بعد وہ بہت دیر تک بیٹھی اس کارڈ کو دیکھتی رہی تھی۔اسے کمپنی جوائن کیئیے ابھی بمشکل دس دن ہوئے تھے اور اس دوران اسکی بمشکل دس بار ہی ارسلان سے ملاقات اور بات ہوئی تھی۔اسے کہیں سے بھی یہ نہیں لگا تھا کہ وہ جلد شادی کرنے والا ہے۔

"سنا ہے لو میرج ہے"

لنچ بریک میں آج اسی موضوع پہ تبصرے ہوتے رہے تھے۔وہ سب لڑکیاں ایک ہی میز پہ تھیں۔

"اور نہیں تو کیا۔ تم خود سوچو، ارسلان سر جیسے بندے کی لو میرج نہیں ہو گی تو کیا کسی پھپھی کی بیٹی سے شادی ہو گی؟؟؟؟"

ثناء نے لمبی سانس بھری

"ہائے محبت بھی ان جیسوں کے ہی چونچلے ہیں۔"

"اور نہیں تو کیا۔۔۔۔"

مہوش خاموشی سے نوالے لیتی رہی

"میں نے تو اور بھی بہت کچھ سنا ہے۔"

"وہ کیا؟؟؟؟"

www.novelsclubb.com

"کلاس ڈیفرینس ہے دونوں کا۔ بڑی غریب سی، عام سی لڑکی ہے۔ کل خواجہ صاحب بھی یہی بات کر رہے تھے کہ خدا جانے ارسلان نے اس میں دیکھا کیا ہے"

"اچھا؟؟؟؟؟"

"ہاں تم نے نام نہیں دیکھا۔زینت۔اسی کی دہائی کی کسی ہیروئن کا نام لگتا ہے"

سب نے پھر سے قہقہہ لگایا تھا۔

"پھنسالیا ہو گا کہیں ارسلان سر کو۔ایسی عورتوں کو بڑی چالیں آتی ہیں خوبصورت اور امیر مردوں کو پھانسنے کی۔داؤ چل گیا بس اسکا۔۔۔۔"

"ہاں ہاں۔یوں کہو کہ لاٹری نکل آئی ہے۔۔۔۔۔۔"

"اتنی جائیداد ہے، محل ہے،روپیہ پیسہ۔اب عیش کرے گی ساری عمر۔"

عالیہ نے کانوں کو ہاتھ لگایا

"ایسے عیش کا بھی کیا کرنا یار۔ایک دن مرنا بھی تو ہے۔اسکی بھی تو پوچھ ہو گی کہ جوانی دی تو کیسے گزاری۔اللہ بچائے بس ہمیں تو۔۔۔۔۔"

"ہاں صحیح کہہ رہی ہو۔ہمیں کیا لینا دینا۔۔۔"

وہ سب صحیح تھیں جب کہتی تھیں کہ ارسلان اور اسکا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ اتنے مہنگے لباس، میک اپ اور زیورات کے باوجود وہ کیا تھی، یہ چھپ نہیں سکا تھا۔ اسکی کلاس، اسکا رہن سہن، اسکا اٹھنا بیٹھنا، اسکی چال سے واضح تھا۔ وہ سب اگر حیران ہوتے تھے تو انکا حیران ہونا بجا تھا، ارسلان نے اس لڑکی میں نجانے کیا ہی دیکھا تھا۔

مہوش کو اس لڑکی سے شدید حسد محسوس ہوا تھا۔ وہ سٹیج سے کچھ دور، صوفے پہ بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی اور اسکا موازنہ خود سے کر رہی تھی۔ اس واجبی سی شکل کی عام لڑکی میں ایسا کیا تھا جو قسمت نے اسے بیٹھے بیٹھے یوں چھپڑ پھاڑ کر مالا مال کر دیا تھا۔ مہوش کے آگے تو وہ پانی بھرتی تھی۔ یقیناً وہ پڑھی لکھی نہیں تھی، اس جیسا اٹھنا بیٹھنا بھی نہیں تھا۔ رہی بات شکل صورت کی تو اسکا تو موازنہ کرنا بھی بیوقوفی تھی۔

www.novelsclubb.com

"صحیح کہہ رہی تھی ثناء۔اس نے ضرور ور غلایا ہو گا ارسلان سر کو۔کسی اوچھے ہتھکنڈے میں ہی پھانسا ہے اس معصوم انسان کو"

حسد تھا، جلن تھی، غصہ تھا، خود پہ ترس آرہا تھا، اپنی محرومیوں پہ بے بسی تھی، جو بھی کچھ تھا، اسکو اس فضا میں سانس لینا دو بھر ہو رہا تھا۔

ابھی اس فنکشن میں آنے سے پہلے ہی اسے کتنے پٹ سیاپے کرنے پڑے تھے۔وہ کپڑے جوتے پورے کرنے میں اسکی ساری سیونگز لگ گئی تھیں اور الٹا قرض لینا پڑ گیا تھا۔زرا زرا سی چیز خریدنے سے پہلے سو بار سوچنا پڑتا تھا، بات بات پہ سو بار دل کو مارنا پڑتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اتنی جلدی محبت نہیں ہوا کرتی ارسلان۔ایک نظر کسی کو دیکھا اور عاشق ہو گئے، یہ تو فلموں میں بھی ہضم نہیں ہوتا ہے۔تو حقیقی زندگی میں اسے محبت کیسے مان لوں ؟؟؟؟؟؟"

"تم سے کس نے کہا یہ محبت ہے؟؟؟؟"

وہ دلہن بنی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سٹول پہ بیٹھی ہوئی تھی۔وہ عین اسکے پیچھے کھڑا، آئینے میں اسکا عکس ہی دیکھ رہا تھا۔

"تو پھر یہ سب کیا ہوا ارسلان؟؟؟ترس؟؟؟رحم؟؟؟؟ یا بس احسان مندی؟؟؟؟"

وہ ہولے سے مسکرایا اور نفی میں سر ہلایا

"یہ ان میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔اسے کچھ سمجھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔اسے بس ایک تعلق سمجھو۔میں اور تم ملے، کیونکہ ہمیں ملنا ہی تھا۔ہم ساتھ ہیں کیونکہ ہمیں ساتھ ہونا تھا۔"

www.novelsclubb.com

اس نے نرمی سے اسکے کندھوں پہ ہاتھ رکھا اور جھک کر آئینے میں خود کو دیکھتی ان آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"تمہیں اس گھر کی زینت بننا تھا اسی لیئے تم یہاں ہو۔بس صرف یہ بات یاد رکھو۔ میں اور تم مل چکے اور ہم بن چکے،اب کیا کیوں کیسے کا کوئی مطلب نہیں رہا۔"

وہ ہولے سے مسکرایا تھا۔

"ایک رشتے کو چلنے کے ساتھ،ایک ساتھ کہ نبھانے کے لیئے کیا چیز سب سے اہم ہے اور کیا سب سے لازمی ہے ؟؟؟"

"یہ شائد مجھے پتہ ہے"

وہ آہستگی سے بولی تھی۔ارسلان نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"نیت۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"وہ بدنیت ہے اور اس سے زیادہ اور کچھ نہیں"

کنیز فاطمہ نے سر جھٹک دیا۔اس کارڈ کے دو ٹوٹے کیئے اور کوڑے کی بالٹی میں ڈال دیئے۔

"اب جو میرے ناں کہنے کے بعد بھی اصرار کرے گا تو میں ابو کو بتادوں گی۔پھر وہ جانیں کہ کیسے اس معاملے کو سنبھالنا ہے"

کنیز فاطمہ کے لئیے وہ خلاف توقع تھا جب وہ اس دن کے بعد اسکی چوکھٹ پہ نہیں آیا تھا۔پہلے پہل اس نے ذہن جھٹکا،پر پھر اس دن ابو جی سے پوچھ ہی لیا

"بس تھک گیا آپکا طالب علم ابو؟سارے مسائل حل ہوگئے اسکے؟؟؟حافظ بن گیا؟؟؟"

اسکے طنز پہ وہ دھیما سا مسکرائے

www.novelsclubb.com

"کہاں۔۔۔۔ایسا آسان ہے کیا عالم حافظ بن جانا۔۔۔۔"

وہ وضو بنا کر قرآن پڑھنے کو تھے

"امتحان ہو رہے ہیں بیچارے کہ تو ادھر مصروف ہے۔"

وہ ذرا رکے

"دوم یہ کہ کہتا ہے روز روز مجھے گھر آتے لجا آتی ہے۔میں نے کہا دین سیکھنے میں کیسی شرم۔پھر بھی ٹال گیا۔کہتا ہے مولوی صاحب معیوب لگتا ہے رات گئے تک آپکے گھر بیٹھے رہنا۔۔۔"

وہ قرآن پاک لیئے تخت پہ آ بیٹھے تھے۔

"اللہ خوش رکھے اسے۔نماز کے بعد وہیں مسجد میں مل جاتا ہے،وہیں پڑھ لیتا ہے جو بھی پڑھنا ہو۔۔۔۔"

اس شام شیشے کے سامنے بال بناتے اس نے اپنے عکس کو نجانے کیوں اپنی اور طنزیہ نظروں سے دیکھتے پایا تھا۔

"اب کہو خس کم جہاں پاک"

وہ خود سے چڑ گئی

"خس کم جہاں پاک"

"ہونہہ۔۔۔۔"

اسے اپنا عکس بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

کالج سے گھر آتے وہ اسے نظر آیا تھا۔

کنیز فاطمہ نے ایک نظر دیکھا تو بھی ایک نظر ڈال آنکھیں جھکا گیا تھا۔ یہ یوں آمنے سامنے سے تو جانا تھا۔ اِس نے یہاں سے وہاں جانا تھا اور اُس نے وہاں سے یہاں آنا تھا۔ تو بات بس ایک بار دیکھ لینے کی تو تھی نہیں۔ جی بھر کر نا سہی، چار چھ بار تو نظر پڑ ہی سکتی تھی۔ کنیز فاطمہ نے جتنی بار دیکھا، اسے خود کو دیکھتا نہیں دیکھا تھا۔ یہ پاس سے گزرا اور گزر گیا۔ ایسے کہ کوئی بس گزر گیا۔ کنیز فاطمہ کو تو اسکا دل بھی

دھڑ کتا سنائی نہیں دیا تھا۔اب جو گزر گیا تب بھی اس نے تین بار پلٹ کر دیکھا۔وہ ویسے ہی ناک کی سیدھ میں چلتا چلا گیا۔رک کر ایک بار پھر دیکھا،وہ اپنے گھر جا چکا تھا

"بڑا ایبا لڑکا ہے۔تربیت ہے ناں پھر۔اب بھلا کیا بگڑ جاتا اگر جو سکون آرام سے بیٹھک میں بیٹھ کر جو سیکھنا چاہتا سیکھ کر چلا جاتا۔پر نہیں،شرافت۔۔۔یہی ہوتی ہے شرافت۔اس سے پہلے کہ کوئی محلے والا اعتراض کرے،اس نے راستہ ہی تبدیل کر لیا۔۔۔"

اسے کاہے کی جھنجلاہٹ تھی۔گھر جاتے ہی برقع نوچ کر تخت پہ پھینکا اور بیگ وہاں دور۔جانے کیوں لگا جیسے بے عزت ہو گئی ہے۔

"ہونہہ۔محبت۔ڈھونگ ہے سارا"

اس نے چڑ کر سوچا تھا۔

"چڑیا پھنس گئی ہے جال میں"

وہ دونوں کھانا کھا رہے تھے۔شاپری میں سالن جسے گرہ کھول کر، شاپر کو ڈونگے کے طور پہ استعمال کیا جارہا تھا۔اخبار میں لپیٹی گئیں تندور کی روٹیاں۔

"فلیٹ ہو گئی ہے مولوی صاحب کی بیٹی۔"

"نا کر۔۔۔۔"

یاسر بے یقین تھا۔

"قسم لے لے۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

اس نے لقمہ منہ میں رکھا

"ابھی دن میں جب میں یونیورسٹی سے آرہا تھا، یہ سامنے سے آرہی تھی۔ چار بار مڑ کر دیکھا۔ میں نے یہیں دروازے میں چھپ کر دیکھا، تین چار منٹ وہ اپنے دروازے میں کھڑی ادھر ہی دیکھتی رہی۔۔۔۔"

یاسر نے بہت دیر تک اسے بغور دیکھا تھا

"مدثر نا کر یار۔ قاری صاحب شریف آدمی ہیں"

وہ چپ رہ گیا

"میں نے تجھے اکسایا تھا ناں، میں اپنی بات سے پیچھے ہٹتا ہوں۔ بلکہ یوں کر کہ تو جیتا میں ہارا۔ اب بس کر دے۔"

اس نے ہنکارا بھرا تھا۔ بنا کچھ جواب دیئے وہ کھانا کھاتا رہا تھا۔

اس میوزک ڈائریکٹر سے ملنے کا بمشکل وقت ملا تھا۔ کسی دوست کے توسط سے ترلے منتیں کر کر کے وہ میٹنگ طے ہوئی تھی۔ میٹنگ بھی کیا، دو تین منٹ کا وقت ملا تھا بس۔ وہ سٹوڈیو سے نکل رہا تھا جب حمدان نے جلدی سے بڑھ کر اپنا تعارف کروایا

"سر میں حمدان، آصف نے بات کی ہو گی سانگ کے بارے میں۔ تنہا پھول۔"

وہ رکا نہیں، چلتا رہا۔ حمدان پیچھے پیچھے تھا

"آپ اگر سنیں گے تو آپکو پسند آئے گا۔ میں نے بہت محنت کی ہے"

"کل آنا"

وہ گاڑی بیٹھ رفو چکر ہو گیا۔ اگلے دن سے بھی بات اگلے ہفتے پہ چلی گئی۔ اگلے ہفتے کہا گیا میل کر دو۔ اسی کل کل میں دو ماہ گزر گئے جب وہ بمشکل اسے دو لائنیں سنانے میں کامیاب ہو سکا

"ایسی شاعری کون سنتا ہے آجکل۔ ہِپ ہوپ کا زمانہ ہے اللہ کے بندے۔ یہ علامہ اقبال ٹائپ لیریکس۔"

پسند نہیں آیا۔ پتہ نہیں کونسویں بار کی ریجیکشن تھی۔

"کچھ ہلکا پھلکا لکھو۔ کچھ ریپ، کچھ سادہ سا"

وہ سادہ سا گھٹیا کہہ کر ریجیکٹ کر دیا گیا۔ تھوڑا سنجیدہ لکھ کر گایا تو لوری کہہ دیا گیا۔ تڑکتا بھڑکتا گایا تو گنوار کہہ دیا گیا۔

"دیکھو یار۔ اپنا اور میرا وقت ضائع مت کرو۔ میں تمہیں ایک مشورہ دیتا ہوں۔ بھائی سمجھ کر، یہ گانا میوزک ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ معاف کرنا لیکن کوئی ایکسٹرا آرڈینری آواز نہیں ہے تمہاری۔ تم نہیں چل سکو گے۔ تو میری مانو اپنے دماغ سے یہ بھوت نکالو اور کچھ اور کرنے کی کوشش کرو"

اس نے اپنے اندر کی ساری بھڑاس صفحات پہ نکال تھی۔اپنا سارا غصہ گٹار کی تاروں پہ، سارا جنون اس دھن بنانے پہ لگا دیا تھا۔وہ کہتے تھے نا کہ ٹوٹے دل سے سچا سنگیت نکلتا ہے تو اپنے تئیں اس شاہکار کو لیکر وہ اسی ڈائریکٹر کے پاس پہنچا۔اس نے تحمل سے اسکا گانا سنا اور ایک بار پھر اسے ریجیکٹ کر دیا۔

"آئندہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔دفع ہو جاو یہاں سے۔۔۔"

غصے میں پاگل حمدان کے منہ سے گالی سن کر وہ آپے سے باہر ہو گیا تھا۔

"تم سور کے بچے۔میں تمہارا قتل کر دوں گا۔"

ہاتھا پائی ہوئی اور وہ پِٹ کر گھر آ گیا۔وہ گانا یوٹیوب پہ بمشکل چند سو ویوز حاصل کر سکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میری دعا ہے خدا تمہیں گونگا کر دے۔وگرنہ ساری دنیا تو بہری ہو ہی چکی ہے"

وہ انتہائی تکلیف دہ تھا۔ لیکن وہ اسکی بد نصیبی کی حد نہیں تھی۔ اسکی کمپارٹمنٹ آئی تھی۔ دو پرچوں میں۔ ابو نے صاف کہہ دیا تھا۔

"میرے پاس فضول کا پیسہ نہیں ہے جو اس پہ لگاؤں اور یہ یوں ضائع کرے۔ بس بہت ہوا، کل سے یہ دوکان پہ بیٹھے گا"

آج تو فرح بہت زیادہ خوش تھی۔

اسے اسکا انتظار بھی تو بے صبری سے تھا۔ صبح تہجد ویلے سے اٹھی ہوئی تھی۔ پہلے نفل پڑھے، پھر نماز پڑھ کر بہت دیر تک بیٹھی یاسین شریف پڑھتی رہی تھی۔ مدثر کا نتیجہ آنا تھا اور اسکی ساری منتوں مرادوں کا بھی فیصلہ ہونا تھا۔

"ماشاءاللہ۔ پر جائی کدھر گئی ہے۔ اللہ خیر کرے مدثر پاس ہو گیا ہے"

چچی دن چڑھے آئی تھیں۔ وہ گلابوں کی قلمیں کیارے میں لگاتی، سنے ہاتھوں سے اٹھی اور چچی کے گلے لگ گئی۔

"اللہ نے بڑا کرم کیا ہے۔ بڑے اچھے نمبروں سے پاس ہوا ہے۔ میری فرح نے بڑی دعائیں کی ہیں مجھے پتہ ہے۔ دیکھ پھر، کیا صلہ دیا ہے اللہ نے"

فوری فوری جیلے کی دوکان سے ٹافیوں کا ڈبہ منگوا کر اس نے بچوں میں بانٹا ہے۔

نیا نیو جوا کو چیز ونڈی دی۔ اتنی خوش تھی کہ دل چاہتا تھا خود تانیں لگائے۔

"اب مدثر بھائی واپس آجائیں گے ناں"

چھوٹی کو چچی نے یوں دیکھا جیسے وہ پاگل ہو

"لے شوہدی۔ اتنا پڑھ کر اس نے پنڈ واپس آکر کیا کرنا ہے۔ اللہ حیاتی دے میرا پتر ادھر ہی افسر بنے گا۔ کہتا ہے امی نوکری کے ساتھ ساتھ آگے پڑھائی کروں گا۔ مقابلے کا پیپیر دے گا اور وڈا افسر لگ جائے گا"

"ان شااللہ"

اماں نے لقمہ دیا تھا۔فرح خاص چچی کے لیئے شکر والی چائے اور میسوٹرے میں سجا کر لائی تھی۔

"اب بس تو بھی تیاری پکڑ پر جائی۔میں نے اپنے پتر کا ویاہ کرنا ہے اب۔بڑا چاہ ہے مجھے کہ میں بھی مدثر کی خوشی دیکھوں"

وہ بے تحاشا شرما گئی تھی۔

____

قاری صاحب کی مسجد میں طبعیت بگڑ گئی تھی۔انہیں وہیں سے ہسپتال لے جایا تھا۔کوئی نمازی گھر اطلاع دینے آیا تو کنیز فاطمہ دھک سے رہ گئی۔

"اب۔۔۔۔ابو جی۔۔۔۔کک۔۔۔۔کیا ہوا۔۔۔۔کک۔۔۔۔"

"پریشان مت ہو بیٹا۔اللہ خیر کرے گا۔وہ ہسپتال ہیں"

www.novelsclubb.com

"کس ہسپتال میں ہیں۔مجھے بھی جانا ہے"

"بیٹا وہ ٹھیک ہیں"

اس نے انکی بات نہیں مانی تھی۔ضد کر کے ہسپتال پہنچی تھی۔وہ فی الوقت سی سی یو میں تھے۔انجائنا کا اٹیک ہوا تھا لیکن فی الوقت حالت خطرے سے باہر تھی۔

"یوں اچانک کیسے۔۔۔۔"

وہ نڈھال سی بینچ پہ بیٹھی تھی۔

"بلڈ پریشر کے مریض تو ہیں۔دوا بھی میں وقت پہ دیتی ہوں پھر بھی۔۔۔۔۔"

"بس بیٹا جو خدا کو منظور۔آپ پریشان نا ہو"

www.novelsclubb.com

ہر بندے نے سر پہ ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی تھی۔

"آپ دعا کرو اور شکر کرو کہ اللہ پاک نے زندگی رکھی ہے۔بس پریشان مت ہونا
"

شام میں انہیں وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔بہت سارے اہلیان محلہ نے کہا بھی کہ وہ گھر چلی جائے لیکن اس نے نہیں سنی تھی۔وہ باپ کے پاس ہی رکنا چاہتی تھی۔

"تم پریشان مت ہو میری بچی۔میں اب ٹھیک ہوں۔تم فکر مت کرو"

"میں بھی ٹھیک ہوں۔بس آپکے ساتھ رکنا چاہتی ہوں"

رات میں جب وہ انکے لئیے جوس لیکر کینٹین سے واپس لوٹی تو اس نے دیکھا۔مدثر اور اسکا دوست قاری صاحب کے پاس بیٹھے تھے۔نجانے کیوں پر اسکے دل کی دھڑکن بے تال ہونے لگی تھی۔

"آپکا اکیلے یہاں رکنا ٹھیک نہیں ہے۔گھر چلی جائیں،میں قاری صاحب کے پاس رک جاتا ہوں"

وہ بینچ پہ بیٹھی تھی جب اس نے وہ قدم اپنے سے کچھ دور رکتے دیکھے۔ سر اٹھا کر دیکھا تو وہ نظریں جھکائے کھڑا تھا۔

"شکریہ۔ لیکن اسکی ضرورت نہیں ہے۔ میں رکوں گی ابو کے ساتھ "

"کنیز فاطمہ !"

وہ رسان سے بولا

"ضدمت کریں۔ پلیز۔۔۔۔"

"وہ میرے باپ ہیں۔ میرے ابو جی۔ وہ کسی تیسرے انسان کی نہیں مگر بس میری زمہ داری ہیں۔ آپکے خیال میں ایک بیٹی جسکا باپ ہسپتال میں پڑا ہو، وہ کہیں بھی جا کر سکون سے سو سکتی ہے؟؟؟ اسے سونا چاہئیے؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

وہ چپ رہ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر بعد کنیز فاطمہ نے اسے اپنے سے کچھ فاصلے پر بینچ پہ بیٹھتے دیکھا تھا۔وہ رخ موڑ کر آتے جاتے چہروں کو دیکھتی رہی۔

"آپ مجھ سے ابھی تک خفا ہیں"

کچھ دیر بعد اس نے اسکی آواز سنی تھی۔وہ خاموش رہی تھی۔

"میں روز اس ایک پل کو کوستا ہوں جب مجھ سے وہ اوچھی حرکت ہو گئی۔کنیز فاطمہ۔مجھے قسم ہے اگر وقت کو موڑنا میرے اختیار میں ہوتا تو میں بس صرف اس ایک پل کو مٹانا چاہتا جب وہ کارڈ آپ تک پہنچانے کا سوچا۔مجھے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اپنی اس حرکت کی معافی کیسے مانگوں"

اس نے لمبی سانس بھری تھی۔

"اسکی ضرورت نہیں ہے"

وہ کچھ دیر خاموش رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تو کیا تم مجھ سے خفا نہیں ہو؟؟؟؟"

اگلی رات وہ پھر سے وہاں تھا۔اسکے کہے بغیر، مولوی صاحب کی تیمارداری کے لئیے آیا اور رات رکنے پہ اصرار کیا۔

"اسکی ضرورت نہیں ہے"

"تم اکیلی یوں ساری رات یہاں رکو گی، ہرگز نہیں۔امام صاحب کے بہت احسان ہیں مجھ پہ۔مجھے یہ سب کرنے دو"

وہ وہیں بینچ پہ،اس سے کچھ دور، پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا رہا۔

"تم نے مجھے بتایا نہیں کل رات۔ تم مجھ سے خفا ہو؟؟؟؟؟"

کنیز فاطمہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا

"مجھے تم سے خفا ہونا چاہئیے؟؟؟؟"

www.novelsclubb.com

مدثر نے کندھے اچکا دیئے تھے۔

"شائد ہاں"

"تو شائد ہوں"

وہ بینچ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی۔ وہ جو سوال آج کر رہا تھا، کنیز فاطمہ خود سے دن میں جانے کتنی دفعہ کرتی تھی۔ وہ اس سے خفا تھی؟؟؟؟؟ اسکا جواب ہاں میں تو ہرگز نہیں تھا۔ کیوں نہیں تھا؟؟؟؟ اسے اسکی حرکت پہ غصہ آیا تو وہ اس پہ غصہ کیوں نا ہوئی؟؟؟؟ وہ نہیں جان سکی۔

وہ ساری رات وہیں بیٹھا رہا۔ صبح کسی وقت وہ وارڈ سے باہر آئی تھی وہ ویسے ہی بیٹھے بیٹھے سو رہا تھا۔ بہت دیر تک کھڑی وہ اسے دیکھتی رہی تھی۔

"کیا اسکی محبت واقعی ڈھونگ ہے؟؟؟؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تیسری رات بڑی زور کی بارش ہوئی تھی۔

وہ بارش میں بھیگتا پہنچا مگر پہنچا ضرور۔وہ جو سوچ رہی تھی آج وہ نہیں آۓ گا، اسے دیکھ کر کھل اٹھی تھی۔

"قاری صاحب کیسے ہیں؟؟؟"

"ٹھیک ہیں"

وہ بینچ پہ اپنی مخصوص جگہ پہ بیٹھے تھے۔

"تم کیسی ہو؟؟؟؟؟"

کنیز فاطمہ نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔وہ بہت دیر تک اسے دیکھتی رہی تھی۔یوں کہ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا جب اچانک بجلی چلی گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

بادل بڑی زور سے گرجا اور بجلی چمکی تھی۔کھڑکی کے شیشے پہ تڑ تڑ موسلا دھار بارش برس رہی تھی۔ہوا کے جھونکے کے پیچھے پیچھے چلتی وہ اس کھڑکی کے پاس جا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ٹھہری تھی جہاں کھلے شیشے سے ٹھنڈی ہوا اور بارش کی باریک سی پھوار آتی اسکے چہرے سے ٹکرا رہی تھی۔بہت دیر تک وہ ایسے ہی کھڑی رہی تھی جب اس نے اپنی پشت پہ قدموں کی چاپ سنی تھی۔وہ اسکی سانسوں کی باس سے پہچان گئی۔وہ دل اسکے پہلو میں دھڑکنے لگا تھا۔

اتنے دنوں سے خود میں چلتی وہ لڑائی کنیز فاطمہ ہارنے لگی تھی۔ہولے سے گردن موڑ کر اس نے دیکھا۔مخملگی سی روشنی میں وہ ٹھیک سے دکھائی بھی نہیں دیتا تھا۔

"تم یہیں میرے پاس رکو گے ناں؟؟؟؟؟؟"

بارش کی بوندیں اسکا چہرہ بھگو رہی تھیں۔اس نے مدثر کا اثبات میں ہلتا سر دیکھ لیا تھا۔

----

www.novelsclubb.com

ارسلان نے تو اپنے تئیں اسے عام سے لہجے میں کہا تھا یوں جیسے وہ اسکے لئیے معمول کی بات ہو۔پر وہ پریشان سی ہو گئی۔

"مم۔۔۔۔میں کیسے۔۔۔۔؟؟؟؟؟؟"

اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

"کیسے مطلب کیا؟؟؟؟اس میں کونسا راکٹ سائنس اپلائے ہونی ہے۔

کینڈیڈیٹس آئیں گے،چار چھ دس جتنے بھی،تم انٹرویو کر لینا اور جو تمہیں بہتر لگے اسے ہم ملازم رکھ لیں گے"

وہ ابھی تک مخمصے کا شکار تھی

"ارسلان آپکو پتہ ہے میں کیا کہہ رہی ہوں اور کیوں کہہ رہی ہوں۔میں اس قسم کے انٹرویو دینے والوں میں شامل رہی ہوں نا کہ لینے والوں میں۔"

"اور میں کتنی دفعہ کہوں کہ پیچھے مڑ مڑ کر دیکھنا بند کرو؟؟؟؟"

www.novelsclubb.com

اس نے رسان سے کہا اور نرمی سے اسکے رخسار پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"یہ گھر تمہارا ہے، سارے کا سارا، مجھ سمیت۔ تو اب تمہاری مرضی تم جو بھی، جیسے بھی کرنا چاہو۔ فیصلے لو، غلط صحیح جو بھی، خود سے لو۔ ہاں میں مدد کے لیئے ساتھ ضرور رہوں پر میں ہمیشہ تک تمہارا ہاتھ پکڑ کر چلاتا نہیں رہوں گا"

زینت کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا

"میں گر جاؤں گی ارسلان"

"میں گرنے نہیں دوں گا۔ تم جانتی ہو"

ہاں وہ جانتی تھی۔ ہاں وہ جان گئی تھی۔ وہ اسے ہیرہ کہہ کر گھر لایا تھا تو ہیرہ وہ بھی پا گئی تھی۔ وہ رشتہ جس کی بنیاد ایک نیکی پہ رکھی گئی تھی، وہ نیکی جو کسی ثواب سے لاغرض ہو کر بس نیکی سمجھ کے کی گئی تھی۔ تو وہ رشتہ خیر ہی خیر تھا۔

www.novelsclubb.com

شادی کے بعد کے ان دس دنوں میں اسکے دل میں اگر کوئی وسوسہ رہ بھی گیا تھا تو اب جاتا رہا تھا۔وہ اس پہ ایمان لا چکی تھی۔وہ آقا نہیں تھا،اسے باندی بننے کا نہیں کہا جارہا تھا۔وہ شوہر تھا اور وہ اسکی بیوی۔وہ رشتہ تھا،احسان نہیں تھا۔زینت کو نہیں پتہ تھا محبت تھی کہ نہیں، نہیں بھی تب بھی وہ مطمئن تھی۔ایک بہترین زندگی گزارنے کے لئیے شائد محبت ضروری ہوتی بھی نہیں ہے۔

کیئر ٹیکر کے لئیے سات افراد کو بھیجا گیا تھا جنکے انٹرویوز کرنے کا ارسلان اسے کہہ گیا تھا۔

"گھر تمہارا ہے، تمہیں جو ٹھیک لگے۔مجھے بس آفس ہی بہت ہے ان سب کے لئیے"

www.novelsclubb.com

ان سات افراد میں وہ سترہ سال کا لڑکا سب سے کم عمر تھا۔ایک متوسط گھرانے سے تھا،سب سے کم پڑھا لکھا،سب سے زیادہ ناتجربہ کار اور سب میں سب سے زیادہ ضرورت مند۔

"مجھ سے یہ تو پوچھیں کہ میں نے اسکا انتخاب کیوں کیا ہے؟؟؟؟؟"

اس رات کھانے کی ٹیبل پہ اسے سارے دن کی اپنی کارگزاری سنانے کے بعد زینت نے کہا تھا۔ارسلان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"جی میڈم زینت صاحبہ مجھے پتہ ہے۔۔۔۔"

وہ جھینپ سی گئی۔

مدثر نے اسکے رخسار پہ پانی کی وہ لکیر بہتے دیکھی تھی۔اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ وہ بارش کا پانی نہیں تھا۔وہ ان جھیل سی آنکھوں میں آئی تغیانی کے سبب تھا۔تبھی تو اس نے ہولے سے ہاتھ بڑھا کر انہیں اپنی انگلیوں کی پوروں پہ سمیٹا تھا۔

"کیا میں بری لڑکی ہوں مدثر؟؟؟؟؟"

بارش شیشے سے سر پٹخ پٹخ بے حال تھی۔ وقفے وقفے سے بجلی چمکتی تھی اور کوریڈور روشن ہو جاتا تھا۔

"تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو؟؟؟؟"

"کیونکہ سب ایسا ہی کہتے ہیں"

اس نے بھیگے چہرے سے اسے دیکھا

"وہ لڑکیاں جو کسی سے محبت کرنے لگتی ہیں، انہیں سب بری لڑکیاں ہی کہتے ہیں ناں"

وہ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا

"میں۔۔۔۔ میں تم سے محبت کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ میں یہ کرتے رہنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ اور۔۔۔ اور میں چاہتی ہوں مجھے اچھی لڑکی بھی کہا جائے۔۔۔۔ مولوی صاحب کی پاکیزہ بیٹی۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

مدثر کی زبان گنگ ہو گئی تھی۔اسے پاس اسے کہنے کے لئیے کوئی بات، کوئی لفظ نہیں تھا۔وہ شائد اسے کچھ کہنا چاہتا تھا، کیا؟اسے یہ بھی پتہ نہیں تھا۔کیا خبر پتہ بھی ہوتا تب بھی وہ چپ ہی رہا تھا۔

"تم مجھ سے محبت کرتے رہو گے ؟؟؟؟؟سب نے مجھے برا کہا تب بھی ؟؟؟؟یا تب محبت چھوڑ دو گے ؟؟؟؟مجھ سے دستبردار ہو جاؤ گے ؟؟؟؟؟؟"

"تت۔۔۔تم کیسی باتیں کر رہی ہوں۔۔۔کنیز فاطمہ۔۔۔تم ایسی باتیں کیوں کر رہی ہوں۔۔۔"

"پتہ نہیں۔۔۔۔۔"

ایک بار پھر سے بجلی چمکی تھی۔دور کہیں زور سے بادل بھی گرجا تھا۔کھڑکی کے کھلے شیشے سے ابھی بھی بارش پھوار کی صورت اندر آرہی تھی۔مدثر نے ایک قدم آگے بڑھ کر آہستگی سے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے کٹورے میں لیا تھا۔

"ایک بات یاد رکھنا۔ محبت گناہ ہے اور نا ہی گالی۔ یہ حق ہے جسے ہم کبھی بھی کہیں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ تمہارے دل کو اختیار ہے کہ وہ جسے بھی اپنا آپ سونپ دے۔اس پہ شرمندہ نہیں ہوا جاتا۔جب محبت کی جاتی ہے تو پھر ڈرا نہیں جاتا۔"

وہ بھیگی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

یاسر نے اسے بے یقینی سے دیکھا تھا۔

"تت۔۔۔۔تو یہ کک۔۔۔۔کیسے۔۔۔۔"

"ڈرامے بند کر۔اتنا تو حاجی"

مد ثر بد مزہ ہوا۔وہ ابھی تک بے یقینی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کوئی دودھ پیتی چھوٹی بچی نہیں ہے وہ جسے میں نے ورغلایا ہو اور زور زبردستی کی ہو۔عاقل بالغ ہے،اسکی مرضی سے،چار گواہوں کے سامنے ہوا ہے جو بھی ہوا ہے۔۔۔"

وہ بولتا چلا گیا

"کونسی گیم کھیل رہا ہے تو؟؟؟؟؟جبکہ میں نے تجھے کہا بھی تھا کہ پیچھے ہٹ جا۔"

وہ ذرا رکا

"کیا تھا،شرط تھی ناں؟؟؟؟کہہ دیا تھا ناں تجھے کہ میں ہارا،پھر تو کیوں گیا اسکے پیچھے؟؟؟؟"

www.novelsclubb.com

مدثر نے غصے سے اسے دیکھا

"تیری وہ بہن لگتی ہے جو تجھے اتنی مرچیں لگ رہی ہیں؟؟؟؟؟؟"

جواباًیاسر نے اسے موٹی سی گالی دی تھی۔مدثر نے رک کر اسے دیکھا اور پھر زور

سے ہنسا

"سمجھ گیا میں۔یہ اتنی دور تک جلنے کی بو آرہی ہے۔جلتارہ میرے بھائی، جل جل

کے مرجا"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

اگلے دن وہ اٹھا تو وہ اپنا سامان پیک کر چکا تھا۔اس نے حیرانی سے بیگ دیکھے جب

یاسر کمرے میں آیا۔اسے گہری نظروں سے دیکھا تھا۔

"چھوڑ رہا ہوں۔یہ گھر بھی اور تیری دوستی بھی۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ خاموشی سے سنتا رہا

"تجھے ڈر نہیں لگتا پر مجھے لگتا ہے۔امام صاحب کی آہ سے اور اپنی بہنوں کے ساتھ اس جیسا کچھ ہونے سے۔مجھے اب تیرے ساتھ رہ کر مزید تیرے کالے کرتوتوں میں حصہ دار نہیں بننا ہے"

"ٹھیک ہے۔جا نکل۔چل۔۔۔۔"

مدثر نے حقارت سے کہا تھا۔

"جا تیرے نو سو پورے ہو گئے ہیں ناں اسی لئیے حاجی بن رہا ہے۔چل جا، نکل ۔۔۔۔"

---

www.novelsclubb.com

ابو نے اسے دوکان پہ ساتھ لگا لیا تھا۔

انکی مین مارکیٹ میں کپڑے کی دوکان تھی،سارا دن بھانت بھانت کی عورتوں کے بیچ،یہ تھان کھول دو وہ لپیٹ دو،یہ رنگ وہ رنگ۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک ہفتہ اور حمدان کا دماغ پلپلا ہو گیا تھا۔

"مجھ سے نہیں ہوتا یہ سب۔ میں نے نہیں کرنا"

ابو نے تحمل سے اسے دیکھا

"اچھا۔ یہ نہیں کرنا تو پھر اور کیا کرنا ہے۔۔۔"

وہ ذرا رکا، انہیں دیکھا اور ہولے سے سر جھکا کر کہا

"میوزک کروں گا"

"میرے پاس تو ان سب فضول کاموں کے لیئے تجھے دینے کو ایک پیسہ بھی نہیں ہے"

www.novelsclubb.com

اسے انکے ٹھنڈے ٹھار لہجے پہ غصہ چڑھا تھا

"میرے پاس بھی آپکے فضول دوکان پہ ضائع کرنے لیئے وقت نہیں ہے"

"بکواس کرتا ہے"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ دہاڑے تھے

"وہ فضول دوکان تیرا پیٹ پالتی ہے نمک حرام۔ جو مفت کی روٹیاں صبح شام توڑتا ہے ناں، وہ میری کمائی سے پکتی ہیں۔ وہ پیسہ جوان فیشنوں میں، یہ گٹار الا بلا میں اڑاتا ہے، وہ سب بھی اسی فضول دوکان کی بدولت ہے، میری بدولت ہے"

وہ اونچی آواز میں، غصے سے بھرے بولتے چلے گئے تھے۔

"کل سے دوکان پہ نا آنا ہوا تو میرے گھر میں رہنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ہڈ حراموں کو پالنے کا ٹھیکہ نہیں اٹھا رکھا ہے میں نے۔۔۔۔"

امی نے لاکھ روکا، بہنیں روتی رہ گئیں پر اس نے کسی کی نہیں سنی تھی۔ بیگ میں اوندھے سیدھے چار جوڑے ڈالے، گٹار اٹھایا اور گھر سے نکل آیا۔

"باپ ہے، غصے میں کچھ الٹا سیدھا کہہ دیا تو اسکا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ۔۔۔۔"

"اسکا یہی مطلب ہے جو میں نے اخذ کیا ہے"

اس نے درشتی سے ماں کا ہاتھ جھٹکا۔

"رکھیں اپنا گھر، اپنی روٹیاں اور اپنی کمائی۔"

"میرا بچہ نہیں۔ حمدان نہیں۔۔۔"

وہ آوازیں دیتی رہ گئیں پر حمدان نے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔

اسکے دوستوں نے مل کر فلیٹ لیا ہوا تھا، وہیں چلا آیا تھا۔ دو اور تھے اور تیسرا یاسر، مدثر ابھی وہیں پرانے محلے میں ہی تھا۔ کچھ پیسے جوڑے ہوئے تھے، کچھ ادھار پکڑے اور ایک بار پھر پورے جی جان سے نیا گیت بنانا شروع کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

زینت کی سالگرہ تھی اور وہ پورے اہتمام سے منانا چاہتا تھا۔ آفس کا تقریباً سارا عملہ، اسکے دوست احباب، سوسائٹی میں آس پڑوس کے لوگ۔ وہ اچھا خاصا بڑا فنکشن تھا۔

مہوش کو ہمیشہ کی طرح احساس کمتری نے گھیر لیا تھا۔ وہ جسے وہ مہنگا لباس اچھے سے پہننا بھی نہیں آرہا تھا، ملکہ بنی ہوئی تھی اور وہ لیلن کے سستے سے سوٹ میں ملبوس تھی۔ مہوش کو وہ لڑکی شدت سے بھی زیادہ بری لگتی تھی۔

"کیا ملا اس ڈیشنگ بندے کو اس عورت سے شادی کر کے۔ ارسلان کی بیوی سے زیادہ ملازمہ لگتی ہے"

وہ اس فنکنشن میں کئی زبانوں سے یہ جملہ بہت بار سن چکی تھی۔ اس تک پہنچتا تھا تو کیا زینت اور ارسلان تک نہیں پہنچتا ہو گا؟

"ڈھیٹ ہے ناں۔ ایسیوں کو کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے"

آفس میں سب بہترین جارہا تھا۔ارسلان اسکے کام سے مطمئن تھا،اسکے کام کرنے سے خوش تھا۔ محض تین ماہ میں ہی اسے ترقی دے دی گئی تھی،اسکی سیلری بڑھ گئی تھی۔گھر پہ حالات بہتر ہونے لگے تھے۔اسکی زندگی جنت ناسہی پر جہنم جیسی بھی نہیں رہی تھی۔

مدثر نے اپنی انگلیاں اسکی انگلیوں میں پھنسا کر اسکا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا اور اسکی ہتھیلی کی پشت کو لبوں سے چھولیا تھا۔

"میں ساتھ چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہوں میری جان۔تم سے کہا تھا،محبت کرتا ہوں تو محبت کرتا رہا ہوں گا۔یادرکھنا"

کنیز فاطمہ دھیمے سے مسکرا کر رہ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ابو نے آج ہسپتل سے ڈسچارج ہو جانا تھا۔ نہادھو کر جب وہ تیار ہوئی تو اتنی دیر میں وہ اسکے اور اپنے لئیے چائے بنا چکا تھا۔

"ابو جی تمہاری تعریفیں کرتے ہیں۔ ابھی انہیں یہ پتہ نہیں کہ سگھڑ لڑکیوں کی طرح ہانڈی روٹی بھی کر سکتے ہو"

وہ ہنس پڑا تھا۔ کنیز فاطمہ نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"وہ مان جائیں گے ناں مدثر؟؟؟؟؟ تمہارے والدین؟؟"

اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ہاں۔ میں انہیں منالوں گا"

کہہ کر اس نے آنکھیں جھکا لیں اور کپ لبوں سے لگا لیا تھا۔

"ابو کو پتہ تو نہیں چلے گا؟؟؟؟"

"کیسے پتہ چلے گا؟ تم بتاؤ گی یا میں۔ تیسرا کون ہے یہاں۔"

www.novelsclubb.com

وہ زرا کی زرا چپ رہ گئی تھی۔

وہ ایک لمحہ جو دن میں کئی بار اس پہ وارد ہوتا تھا۔وہ جس دوران وہ لاکھ بار کی سوچی بات پھر سے سوچتی تھی۔

"کیا میں نے اس شخص پہ اعتبار کر کے غلطی تو نہیں کی؟؟؟؟اپنے دل کی بے چینیوں کا حل اگر اسے سمجھا ہے تو کیا یہ درست کیا ہے؟؟؟؟"

جواب میں اسکا دل مطمئن تھا۔ڈرا ہوا تھا پر اسکی محبت کو محسوس کرتا تو پر سکون ہو جاتا تھا۔

وقت تیزی سے گزرتا چلا گیا تھا۔وہ سب منظر ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے دکھائی دے رہے تھے۔

ارسلان کے محل میں، ڈائننگ ٹیبل پہ وہ دونوں نفوس موجود تھے۔ وہ اسکی کسی بات پہ بڑی زور سے ہنسی تھی۔ ملازم کھانے کی ٹرے لا کر میز پہ رکھ رہا ہے۔

"ٹھیک ہے حارث آپ جاؤ"

زینت نے مسکرا کر اسے کہا تو وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلا کر چلا گیا تھا۔

"اچھا لڑکا ہے۔ تمیز دار ہے۔"

"دیکھا، تمہاری چوائس ہے ناں پھر، تمہارا فیصلہ "

ان سے دور مہوش اپنے گھر بستر پہ چت لیٹی تھی۔ دور کسی غیر مرئی نکتے کو گھورتے ہوئے، اسکا ذہن سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ تبھی اسکے فون کی سکرین روشن ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مسنگ یو"

حمدان کا نام لکھا نظر آ رہا تھا۔

وہاں سے دور، اس فلیٹ میں بالکونی میں کرسی پہ بیٹھا، گٹار لیئے، حمدان بیٹھا تھا۔ کچھ سوچ کر لکھتا ہوا، پھر گٹار سیدھا کر کے وہ دھن بجانے لگا تھا۔ وہ واپس گھر نہیں گیا تھا۔ دو ماہ ہونے کو آئے تھے۔ ایک بار میں اسے ویٹر کی جاب مل گئی تھی۔

____

"بس تھوڑا سا انتظار کر لو میری جان"

مدثر نے ہولے سے کہا اور بستر سے اتر گیا۔ کنیز فاطمہ کی نظروں نے اسکا تعاقب کیا تھا۔

"دو ماہ ہو گئے ہیں مدثر۔ اور کتنا انتظار؟؟؟؟"

اس نے زمین پہ پڑی اپنی فرش اٹھائی اور اسے پہننے لگا

"بس اتنا کہ میں کوئی ڈھنگ کی نوکری کرنے لگوں۔"

وہ زرا رکا اور رسان سے اسے دیکھا

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مولوی صاحب کو بتانے کے لئیے میرے پاس کوئی کام تو ہو۔انہیں یہ اعتماد دلانے کے لئیے میں انکی بیٹی کی ضروریات پوری کر سکتا ہوں،بس تھوڑا سا وقت۔اور یہ ہمارے لئیے ہی ہے۔ایک چھوٹا سا گھر،روزگار۔"

وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔

"تم نے گھر بات کی؟؟؟؟"

"ہاں۔اسکی ٹینشن مت لو۔امی ابو کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔انہیں میری پسند پہ یقین ہے۔انہیں پتہ ہے میری پسند کوئی عام لڑکی تو نہیں ہو گی۔"

وہ کہتا ہوا اس تک آیا،جھک کر اسکے ماتھے پہ بوسہ دیا تھا۔

"میں اپنا ہر وعدہ پورا کروں گا کنیز فاطمہ۔"

دیوار پہ لگی گھڑی کی سوئیاں مسلسل حرکت میں تھیں۔

www.novelsclubb.com

ٹِک۔۔۔۔ٹِک۔۔۔۔ٹِک۔۔۔۔۔

اس چھوٹے سے کیفے میں ایک ٹیبل پہ مہوش اور حمدان آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ان سے زرا دور ایک کونے والی ٹیبل پہ مدثر اور کنیز فاطمہ تھے۔ان سے کچھ دور ایک ٹیبل پہ زینت اور ارسلان موجود تھے۔

دیوار پہ لگی گھڑی کی سوئیاں مسلسل حرکت میں تھیں۔

ٹِک۔۔۔۔ٹِک۔۔۔۔ٹِک۔۔۔۔۔

یکدم وہ دھماکہ ہوا تھا۔زمین بری طرح سے لرزنے لگی تھی۔ہر طرف شور تھا۔ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔چیخیں۔۔۔خون۔۔۔۔رونے کی آوازیں۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

دیوار پہ لگی گھڑی کی سوئیاں مسلسل حرکت میں تھیں۔

ٹِک۔۔۔۔ٹِک۔۔۔۔ٹِک۔۔۔۔۔

فرح نے بے یقینی سے ٹی وی کی سکرین کو دیکھا جہاں وہ خبر چل رہی تھی۔ شہر کے ایک مشہور علاقے میں بم دھماکہ ہوا تھا جہاں متعدد لوگ ہلاک ہو گئے تھے۔

ہلاک ہونے والوں کے پاس ملنے والی اشیاء سے شناخت کے بعد نام چل رہے تھے۔

وہ صدمے سے بے ہوش ہو کر زمین پہ گری تھی۔

دیوار پہ لگی گھڑی کی سوئیاں مسلسل حرکت میں تھیں۔

ٹِک۔۔۔۔ٹِک۔۔۔۔ٹِک۔۔۔۔۔

امام صاحب نم آنکھوں اور بھیگی آواز میں جنازہ پڑھا رہے تھے۔

دیوار پہ لگی گھڑی کی سوئیاں مسلسل حرکت میں تھیں۔

www.novelsclubb.com

ٹِک۔۔۔۔ٹِک۔۔۔۔ٹِک۔۔۔۔۔

ایک سال گزر گیا تھا۔

ارسلان کی ساری پراپرٹی ایک ٹرسٹ کی حوالت میں چلی گئی تھی جنھوں نے اسکے ذریعے سے حادثے میں فوت ہونے والوں کے لواحقین کی ماہانہ مدد کے لئیے جیب خرچ باندھ دیا تھا۔ قاری صاحب، زینت کی والدہ، مدثر کے والدین، حمدان کے والدین کی کفالت ہونے لگی تھی۔

دیوار پہ لگی گھڑی کی سوئیاں مسلسل حرکت میں تھیں۔

ٹِک۔۔۔ٹِک۔۔۔ٹِک۔۔۔

تمت بالخیر

ختم شد

www.novelsclubb.com